
1500 واں
جشن ولادت خاتم النبیین ﷺ
وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ (الضحیٰ:۱۱)
اور اپنے رب کی نعمت کا
خوب چرچا کرو۔
کے موقع پر سہ ماہی مجلہ سوئے طیبہ (آن لائن) کی طرف سے
خصوصی ضمیمہ
گلدستۂ عقیدت
1500 سال بعد بھی پیغام نبوی ﷺ کی تازگی
خصائص مصطفیٰ ﷺ بوقت میلاد مصطفیٰ ﷺ
نبی کریم ﷺ کا وصف حلم
فتح مکہ پر مصطفیٰ ﷺ کا کریمانہ انداز
ادارہ:
قندیل حق اٹک، پنجاب، پاکستان

خصوصی ضمیمہ

گلدستۂ عقیدت

بفیضانِ نظر

اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

فضیلۃ الشیخ، یادگار اسلاف، پیر سید

صابر حسین شاہ بخاری

دامت برکاتہم العالیہ

مجلس ادارت

علامہ پروفیسر اعجاز جنجوعہ (کلر کہار)

علامہ خضر حیات ملتانی (ملتان)

علامہ غلام دستگیر فاروقی (لاہور)

علامہ عبد الرحمٰن شاہ ہاشمی (پنڈ یگھیب)

مدیر اعلیٰ: مولانا بلال احمد شاہ ہاشمی

مدیر: مولانا دانیال سہیل عطّاری

ادارہ: قندیلِ حق، اٹک پنجاب، پاکستان

مجلس مشاورت

علامہ مفتی کامران مسعود

علامہ عدنان حسن زار

علامہ احمد رضا مغل

علامہ اکرام مدنی

علامہ زوہیب علی عطاری

علامہ سجاد علی جامی

تزیین کار: جواد اسلامک انسٹیٹیوٹ

+92336-6141064



نعت شریف

طیبہ کا بلاوا آئے گا

محبوب کرم فرمائے گا طیبہ کا بلاوا آئے گا
دیوانہ مچل ہی جائے گا طیبہ کا بلاوا آئے گا

فرقت کی آگ میں جلتا ہوں اور رنگ اویسی ملتا ہوں
اب رنگ بلالی چھائے گا طیبہ کا بلاوا آئے گا

خورشیدِ عرب کا در ہو گا اور چاند ستاروں کو واللہ
اس ذرّے پر رشک آئے گا طیبہ کا بلاوا آئے گا

دل روتا ہے تن بے دم ہے طیبہ سے دوری کا غم ہے
کب تک یہ جاں کو کھائے گا طیبہ کا بلاوا آئے گا

گلشن کے پھولو مت پھولو! وہ رحمت ہیں یہ مت بھولو
مجھ دشت کو باغ بنائے گا طیبہ کا بلاوا آئے گا

میت نہلانے سے پہلے امید ہے مجھ کو یہ رب سے
نامہ میرا نہلائے گا طیبہ کا بلاوا آئے گا

گو پاس نہیں ہے زادِ سفر ، رحمت پہ معظم رکھیے نظر
طیبہ کا بلاوا آئے گا طیبہ کا بلاوا آئے گا

از: محمد معظم سدا مُعظّم مدنی

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

اثر خامہ: سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ النبی الامین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنایا۔ پھر یہ نور مصطفیٰ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام میں منتقل ہوا اور یہاں سے انبیاے کرام میں منتقل ہوتے ہوئے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک مختلف اصلاب طیبہ اور ارحام طاہرہ میں مستور و مخفی چلتا رہا۔ تمام انبیاے کرام اپنے عہد میں پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخر میں اس دنیاے آب و گل میں تشریف آوری کی بشارتیں سناتے رہے اور ان کی تعریف و توصیف فرماتے رہے۔

واقعہ فیل کے پچپن (55) روز بعد، 12/ ربیع الاول عام الفیل، شمسی حساب سے 20/ اپریل 571ء اور دیسی حساب سے یکم جیٹھ 628 بکرمی بروز پیر بوقت طلوع فجر، (پاکستان کے وقت کے مطابق چار بج کر بیس منٹ پر) عرب شریف کے مشہور شہر مکۃ المکرمہ میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں، حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی گود میں پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاکیزہ بدن ناف بریدہ، ختنہ شدہ اور خوشبو میں بسے ہوئے جلوہ افروز ہوئے۔

آپ کی آمد سے صدیوں کا انتظار ختم ہوا۔ نبوت و رسالت کا باب بند ہوا۔ آفتاب نبوت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں۔ ہر طرف بہار ہی بہار نظر آئی۔

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

الحمد للہ والشکر للہ، سن ہجری کے مطابق 1447ھ میں ہمارے پیارے آقا و مولا پیغمبر آخر الزماں حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا 1500واں جشن ولادت خوب دھوم دھام سے منایا جا رہا ہے۔ ساری دنیا میں امت مسلمہ اپنے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے 1500 سالہ جشن میلاد پاک کو نہایت ہی شان و شوکت سے منانے کی تیاریاں کر رہی ہے۔

آپ کی سیرت پاک کے حوالے سے نہ صرف سیمینارز کا انعقاد کر رہے ہیں بلکہ آپ کی سیرت پاک کے حوالے سے مختلف کتب و رسائل شائع کر رہے ہیں۔ جرائد و رسائل کے خصوصی نمبر اور ضمیمے شائع کر رہے ہیں۔ اسی تناظر میں ادارہ قندیل حق

اٹک کے ترجمان سہ ماہی مجلہ سوئے طیبہ (آن لائن) کا ایک ضمیمہ "گلدستۂ عقیدت" بھی اشاعت پذیر ہو کر باذوق قارئین کی ضیافت طبع کے لئے حاضر ہے۔

یہ گلدستۂ عقیدت اصل میں ہماری طرف سے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک ادنیٰ سا صحیفۂ عقیدت و محبت ہے۔ اگرچہ اس کا کوئی حجم تو نہیں لیکن محض ایک غلامانہ خدمت اور سعی ناتمام ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

گلدستۂ عقیدت" میں 1500 سالہ جشن کی نسبت سے ہمیں 1500 مضامین و مقالات پیش کرنے چاہئیے تھے لیکن سر دست " ہم صرف 15 مضامین و مقالات پیش کر سکے ہیں۔ ان میں پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچپن، حسن و جمال، خصائص، وصف حلم، شمائل، کریمانہ انداز، رعب و ہیبت، مکارم اخلاق، مقاصد بعثت، پیغام نبوی، سیرت نبوی، محفل میلاد کا تاریخی پس منظر اور جشن میلاد کے حوالے سے چند تجاویز جیسے موضوعات شامل ہیں۔

سالہ جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے یہ خصوصی ضمیمہ منظر عام پر لانے کے لئے سہ ماہی مجلہ 1500 سوئے طیبہ (آن لائن) کے مدیر اعلیٰ مولانا بلال احمد شاہ ہاشمی اور مجلس ادارت و مشاورت کی کاوشیں قابل تحسین و رشک ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے اور امت مسلمہ کو بیداری عطا فرمائے اور انہیں غیرت و حمیت کی دولت سے مالا مال فرمائے تاکہ ہماری عظمت رفتہ کی بحالی کی کوئی صورت نظر آئے۔

آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔

دعا گو و دعا جو

گدائے کوئے مدینہ شریف

احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

"خلیفۂ مجاز بریلی شریف"

سرپرست اعلیٰ: سہ ماہی مجلہ "سوئے طیبہ" (آن لائن)

مدیر اعلیٰ: سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (انٹر نیشنل)

ادارہ فروغ افکار رضا و ختم نبوت اکیڈمی برھان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان

(صفر المظفر 1447ھ / 20 / اگست 2025ء بروز بدھ بوقت 11:32، دن / 25 /)

جشنِ ولادت

منانے کے 26 منفرد طریقے

تحریر: محمد آصف اقبال مدنی

اللہ تعالیٰ کے دنوں میں سب سے زیادہ قابل تعظیم حضور تاجدارِ ختم نبوت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا یومِ ولادت ہے......... کیونکہ اِسی کے سبب سارے دنوں کو برکت ملی اور اللہ تعالیٰ کے دنوں کو یاد رکھنے کا حکم قرآن کریم نے دیا۔(پ13، ابراھیم:5) .... نیز رحمت الٰہی ملنے پر خوشی کرنے کا حکم قرآن کریم نے دیا......... (پ11، یونس58) اور اسی قرآن حکیم نے حضور نبی پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو سارے جہانوں کے لیے رحمت قرار دیا۔(پ17، الانبیاء:107) **معلوم ہوا کہ** حضور نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دنیا میں تشریف لانے کی خوشی منانا قرآن پاک کے حکم پر عمل کرنا ہے......... اور ہر پیر شریف کو روزہ رکھ کر اپنا یومِ ولادت خود حضور نبی اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم منایا کرتے تھے۔(صحیح مسلم، حدیث:198) **جشن ولادت سے مراد** وہ مبارک اجتماع ہے جس میں حضور تاجدارِ دوجہان صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فضائل، معجزات، خصلتیں، حالات اور حیات مبارکہ کے مختلف پہلوؤں کو بیان کیا جائے۔(سبل الہدی والرشاد، 1 / 363) **جشن میلاد النبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جائز ہونے کو بڑے بڑے علما اور اماموں (امت کے رہنماؤں) نے بیان کیا.........**، بلکہ بعض نے خاص اسی موضوع پر کتابیں بھی لکھیں......... جن میں علامہ ابن جوزی حنبلی.........، امام سیوطی شافعی.........، حافظ ابن کثیر حنبلی.........، امام ابن حجر مکی.........، شارح بخاری امام احمد قسطلانی.........، حافظ الحدیث علامہ سخاوی.........، شیخ عبد الحق محدث دہلوی.........، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی......... اور امام احمد رضا خان حنفی رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے جلیل القدر علما و اکابر شامل ہیں۔

ہم اہلسنت وجماعت کے نزدیک میلاد پاک کی محفل افضل ترین مستحب اور اعلیٰ ترین نیک کاموں میں سے ہے جبکہ اس میں کوئی غیر شرعی بات شامل نہ ہو۔ آیئے میلاد منانے اور سیرت اپنانے کے لیے اس بابرکت مہینے میں درج ذیل اعمال کا اہتمام کریں! اور جشن ولادت کو مزید بامقصد بنائیں:

1. پانچ وقت باجماعت نماز کا اہتمام کریں، قضا نماز اور اپنے ذمہ لازم زکوٰۃ اور لوگوں کے قرضے ادا کریں۔
2. ظاہری وباطنی گناہوں سے سچی توبہ کریں......... اور اپنے ماتحتوں خاص طور پر اپنی اولاد......... اور شاگردوں کو گناہوں سے باز رکھیں۔
3. مسلمان مرد اپنے چہرے کو پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پیاری سنت داڑھی سے سجائیں......... اور خواتین خود کو شرعی پردے سے سنواریں۔

(4) ماہِ میلاد میں روزانہ قرآن کریم کی کم از کم تین آیات مبارکہ ترجمہ و تفسیر کے ساتھ پڑھیں (ترجمہ کنزالایمان یا کنزالعرفان سے اور تفسیر خزائن العرفان، نورالعرفان اور صراط الجنان سے)۔

(5) پورا مہینہ روزانہ کم از کم 313 بار دُرود شریف پڑھیں۔......... امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مُدَّ ظِلُّہُ العالی نے اس بار عاشقان رسول کو ماہ ربیع الاول میں 12 ارب درود شریف پڑھنے کا ہدف دیا ہے۔

(6) حضور تاجدار ختم نبوت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی احادیث مبارکہ......... اور سنتوں پر مشتمل کتب کا مطالعہ کریں......... جیسے **ریاض الصالحین، انوار الحدیث، فیضانِ سنت، بہار شریعت حصہ 16، سنتیں اور آداب۔**

(7) اس بابرکت مہینے میں **"سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم"** (از علامہ عبد المصطفی اعظمی)........، **شفاء شریف مترجم** (از قاضی عیاض مالکی)........، **"صبح بہاراں"** (از امیر اہلسنت مولانا الیاس عطار قادری)........، **"آب کوثر"** یا **"البرہان"** (از مفتی محمد امین صاحب)........، **"آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پیاری سیرت"** (از المدینۃ العلمیہ) میں سے کسی ایک کتاب کا ضرور مطالعہ کریں۔

(8) حضور امام الانبیاء صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حسن و جمال........، فضائل و خصائص........، رفعت و شان........، کمالات و معجزات........ نیز محبت و عشق رسول پر مبنی مستند علمائے اہلسنت کے بیانات سنیں۔

(9) کوئی مدرسہ قائم کریں........ یا اہلسنت کے کسی ایسے مدرسوں و جامعات کے ساتھ تعاون کریں جو اچھی کارکردگی کے ساتھ ہمارے بچوں کو حافظ و عالم و مفتی بنانے میں مصروف ہے۔

(10) اپنے ایک بیٹے یا ایک بیٹی کو عالم دین بنانے کی نیت کریں........ اور اس پر جلد عملی اقدام بھی کریں۔

(11) کسی غریب بالخصوص سید زادے کے گھر ایک دو مہینوں کا راشن ڈلوا دیں........ اور وقتاً فوقتاً ایسے لوگوں کی مدد کر کے دعائیں لیں........ خاص کر موجودہ ملکی حالات اور مہنگائی کے دور میں ایسے صدقات کی کثرت کیجیے۔

(12) ممکن ہو تو کسی ہال / بینکویٹ میں غربا کے لیے پُر تکلف و عظیم الشان دعوت (لنگر میلاد) کا اہتمام کریں........ مگر یہ ظاہر نہ کریں کہ صرف غریبوں کو بلایا گیا ہے۔

(13) کسی مقروض مسلمان کا سارا یا کچھ قرض ادا کر دیں........، محلے کے دکان دار سے رابطہ کریں، کسی غریب کا کھاتہ کلیئر کروا دیں۔

(14) کسی نادار و غریب امتی کو کوئی چھوٹا موٹا کاروبار شروع کروا دیں........، کسی کو ملازمت دلوا دیں........ اور کسی کی جائز سفارش کر دیں۔

(15) کسی مریض کا اپنے مال سے علاج کروا دیں........ اور ہو سکے تو اُس کے علاج کا سارا خرچ اپنے ذمے لے لیں۔

(16)جلوس میلاد اور محافل کو غیر شرعی اور غیر اخلاقی باتوں سے پاک رکھیں.........یادرہے کہ نامحرم مردوں عورتوں کا اختلاط......، بدنگاہی......، میوزک و گانے باجے......، آس پڑوس اور لوگوں کو تکلیف پہنچانے والا انتہائی بلند آواز ایکو ساؤنڈ ......اور بجلی چوری وغیرہ کے کام غیر شرعی، ناجائز اور گناہ ہیں۔

(17)آڈیو / ویڈیو بیانات یا نعتیں ضرور سنیں.......... مگر اُس کی اونچی آواز سے اہل محلہ.........، پڑوسیوں یا.......... کسی مریض کو تکلیف نہ پہنچائیں۔

(18)میلاد کی محفلوں میں وقت کی پابندی کا خاص خیال رکھیں.........اور بڑی راتوں کے علاوہ محافل کا دورانیہ زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے بہت ہے۔

(19)محافل یا جلوس میں.........یا اِن کی تیاری کے دوران باجماعت نمازوں کا لازمی خیال رکھیں......... سچا میلادی نماز کبھی نہیں چھوڑتا۔

(20)عید میلاد النبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خوشی میں گھروں، محلوں اور مسجدوں میں چراغاں کریں......... مگر چوری کی بجلی، سڑکوں پر رکاوٹوں اور لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف دینے سے بچیں۔

(21)گھروں میں خواتین کی محفل میلاد منعقد کریں تو کسی سنی صحیح العقیدہ عالمہ یا مُبلِّغہ خاتون کا بیان ضرور رکھوائیں......... جس میں حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فضائل، سیرت اور حسن اخلاق کو بیان کیا جائے۔ اور اس محفل میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہر گز نہ کریں کہ عورتوں کے نغمہ کی آواز غیر محرم تک پہنچے گی جو کہ جائز نہیں۔

(22)ہو سکے تو سارے گھر والے جمع ہو کر 12 دن تک روزانہ 25 منٹ گھر میں محفل میلاد کا اہتمام کریں......... جس میں تلاوت و نعت اور 12 منٹ کا بیان ہو......... اس میں حضور نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت کا کوئی گوشہ بیان کیا جائے یا ایک دو معجزات بیان کیے جائیں۔

(23)میوزک اور آج کل بجائے جانے والے دَف کے ساتھ حمد و نعت یا منقبت و قوالی سننا، سنانا گناہ ہے۔.........لہٰذا اس سے بچیں، حضور رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: میں تمام جہانوں کے لیے رحمت وہدایت بن کر آیا ہوں تا کہ بتوں کو مٹادوں، آلات میوزک کو توڑدوں اور زمانہ جاہلیت کی باتوں کو ختم کردوں۔(معجم کبیر، حدیث:7759)

(24)نامحرم مردوں اور عورتوں کا اختلاط حرام ہے......... لہٰذا جن محافل میں یہ اور دیگر گناہ ہوں وہاں ہر گز نہ جائیں......... نیز **اپنے گھر کی خواتین کو جلوس میں شرکت یا جلوس دیکھنے جانے کی اجازت نہ دیں۔**

(25)ماہِ میلاد بلکہ سارا سال حمد وثنا اور نعتیں سُنیں مگر زیادہ توجہ خوش عقیدہ مستند علمائے کرام اور معتمد مبلغین اسلام کے بیانات پر دیں......... تا کہ ہمارے عقائد واعمال پختہ ہوں اور ان میں پائی جانے والی غلطیاں دُور ہوں۔

(26) نعت خوانی کرنے والوں کو چاہیے کہ محافل میں ثناخوانی کے ساتھ ساتھ مستند علمائے اہلسنت اور مبلغین اسلام کے بیانات بھی سنیں تاکہ انہیں بھی عقیدے اور عمل کی پختگی نصیب ہو۔ چار پانچ جگہ وقت دینے کے بجائے ایک دو جگہ وقت دیں اور کسی ایک محفل میں مکمل بیان سنیں۔

مسلمانوں سے فریاد: عید میلاد النبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے موقع پر جشنِ ولادت منائیں اور حضور رحمت للعالمین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آمد کے مقصد کو پیش نظر رکھیں، سیرت مبارکہ کا مطالعہ کریں اور آپ کی سنتوں کو اپنائیں۔

نوٹ: یہ تحریر اپنی معروضات کے ساتھ ساتھ مختلف کتب ورسائل اور مضامین سے اخذ شدہ مفاہیم کی روشنی میں مرتب کی گئی ہے۔ اللہ کریم ہمیں شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے میلاد منانے اور سیرت مصطفی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہِ محمد خاتم النبیین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

سوال:

مسلمان ولادت مبارکہ کے موقع پر جلوس کیوں نکالتے ہیں؟

جواب: مسلمان آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت باسعادت کے موقع پر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم وتوقیر کیلئے جلوس نکالتے، خوشیوں کا اظہار کرتے ہیں اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم وتوقیر کے لئے جو جائز کام کیا جائے اور اس میں کسی قسم کی خرابی بھی نہ ہو وہ جائز ومستحسن ہے۔ (بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنت، حصہ دوم، صفحہ ۱۲۴ تا ۱۲۷)



پیدائش و بچپنِ مصطفیٰ در کلامِ رضا

مولانا سید محمد جنید البخاری الحسینی

دنیا کا دستور ہے کہ جب کسی علاقے میں بادشاہ کی تشریف آوری ہوتی ہے تو اس کی آمد سے قبل اس کے شایانِ شان استقبال کی تیاریاں کی جاتی ہیں، پورے ملک میں اس کی آمد کی خبر پھیلائی جاتی ہے، ہر خاص و عام کو ان خوشیوں میں شریک کیا جاتا ہے، جس طرف دیکھیے اس مہمانِ خصوصی کی آمد کی خوشیاں منائی جارہی ہیں، کوئی پھولوں کی پتیاں نچھاور کر رہا ہے تو کوئی برقی قمقموں سے گلیاں سجا رہا ہے، کوئی شیرینی بانٹ رہا ہے تو کوئی خوشی و طرب کے شادیانے بجا رہا ہے۔ الغرض! ہر کوئی اپنی حیثیت کے مطابق مہمانِ خصوصی کا استقبال کرنے میں کوشاں نظر آتا ہے۔ تو جس وقت اس جہان کی جان، نبیوں کے سلطان، شہنشاہِ دوجہان ﷺ کی آمد کا وقت آیا تو خالقِ کائنات عزوجل نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کا استقبال اپنی شایانِ شان فرمایا۔ حضورِ اقدس ﷺ کی آمد کے چرچے تمام اکنافِ عالم میں پھیل گئے، چرند پرند ایک دوسرے کو مبارکبادی دینے لگے، جہالت کے اندھیرے چھٹنے لگے، خشک سالی دور ہوگئی، ہر طرف خوشیوں کا سماں بندھ گیا۔ المختصر! میرے آقا کریم ﷺ کی پیدائش سے قبل اور دورانِ پیدائش پھر بعد میں کئی معجزات اور خوارقِ عادت امور کا ظہور ہوا، جو اس بات کا ثبوت تھا کہ اس جہانِ رنگ و بو میں وہ ہستی جلوہ گر ہورہی ہے جن سے بہتر نہ تو کوئی پیدا ہوا اور نہ ہی کبھی ہوگا۔ چنانچہ اصحاب فیل کی ہلاکت کا واقعہ، ناگہاں بارانِ رحمت سے سرزمینِ عرب کا سرسبز و شاداب ہوجانا اور برسوں کی خشک سالی دور ہوکر پورے ملکِ عرب میں خوشحالی کا دور دورہ ہوجانا، حضور پاک ﷺ کی والدہ ماجدہ کے بدن مبارک سے ایک ایسے نور کا نکلنا جس سے بصرہ کے محل روشن ہو گئے۔ یہ سب واقعات اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں جو سرکارِ دوعالم ﷺ کی تشریف آوری سے قبل مبشرات بن کر اہلِ جہاں کو یہ مژدۂ جانفزا سنانے لگے کہ

دیکھیے آئے وہ مُردوں کو جِلانے والے

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، الشاہ امام احمد رضا خان محدثِ بریلی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی پیدائش کے وقت سے متعلق حالات و واقعات اور آپ ﷺ کے بچپن شریف کا تذکرہ اپنی مایہ ناز شاعری میں فرمایا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

حضورِ اکرم ﷺ کی آمد کا تذکرہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُوْلًا: ترجمۂ کنز الایمان: بیشک اللہ کا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

میرے امام نے اس آیت کریمہ کا منظوم ترجمہ کچھ اس طرح فرمایا:

رب اعلیٰ کی نعمت پر اعلیٰ درود
حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام

پھر آپ علیہ الرحمۃ نے ان دو عظیم واقعات کا ذکر فرمایا جو اللہ کے آخری نبی ﷺ کی پیدائش کے وقت رونما ہوئے۔

ان میں سے ایک واقعہ یہ ہوا کہ ہمدان اور قم کے درمیان چھ میل لمبا اور چھ میل چوڑا بحر ساوہ جس کے کناروں پر بت پرستی ہوا کرتی تھی، یکایک بالکل خشک ہو گیا۔ اور دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ فارس کے مجوسیوں کی ایک ہزار سال سے جلائی ہوئی آگ ایک لمحے میں بجھ گئی۔[1]

اعلیٰ حضرت نے ان دو واقعات کو اپنے ایک ہی شعر میں اس طرح بیان فرمایا:

بندھ گئی تیری ہوا ساوہ میں خاک اڑنے لگی
بڑھ چلی تیری ضیا آتش پر پانی پھر گیا

جس وقت اللہ پاک کے محبوب ﷺ کی ولادت ہوئی اس وقت آپ کے دادا حضرت عبد المطلب کعبۃ اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ فرماتے ہیں: فَتَمَايَلَتِ الْكَعْبَةُ وَخَرَّتْ سَاجِدَةً نَحْوَ الْمَقَامِ[2]

سیرتِ حلبیہ کی ایک روایت میں یوں ہے: لَيْلَةَ وِلَادَتِهِ لَا تَزَلْزَلَتِ الْكَعْبَةُ وَلَمْ تَسْكُنْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيْهِنَّ

اسی طرح دوسری روایت میں یہ واقعہ بھی مذکور ہے۔ حضرت عبد المطلب فرماتے ہیں: كُنْتُ فِي الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ الْأَصْنَامَ سَقَطَتْ مِنْ أَمَاكِنِهَا وَخَرَّتْ سَاجِدَةً[3]

ان تمام عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ "حضرت عبد المطلب فرماتے ہیں: جس وقت سرکارِ دو عالم ﷺ کی پیدائش ہوئی میں اس وقت کعبہ کا طواف کر رہا تھا، میں نے دیکھا کہ کعبہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف جھک رہا ہے اور اس میں نصب کیے گئے بت گرنے لگے"۔

ایک روایت میں یہ بھی آیا کہ کعبہ جھومنے لگا اور یہ سلسلہ تین دن اور تین راتوں تک جاری رہا۔

---

[1] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ، ج 1، ص 228

[2] نزہۃ المجالس، ص 100

[3] سیرتِ حلبیہ، ج 1، ص 114

اعلیٰ حضرت نے ان دو واقعات کو اپنے ایک ہی شعر میں بڑی خوبصورتی سے بیان فرمایا:

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بُت تھرتھرا کر گر گیا

جس وقت امام الانبیاء ﷺ کی دنیا میں جلوہ گری ہوئی تو کسریٰ کے محلات میں زلزلہ آیا اور اس کے محل کے چودہ کنگرے گر گئے۔[4]

گویا جَاءَ الحَقُّ وَزَهَقَ البَاطِل کی عملی تفسیر کا نظارہ رونما ہوا۔

اس واقعے سے استعارہ لیتے ہوئے میرے رضا نے نجدیوں کے باطل مذہب کا رد خوب کیا۔ فرماتے ہیں:

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دُھوم
مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

اور فرمایا

مثلِ فارس زلزلے ہوں نجد میں
ذکرِ آیاتِ ولادت کیجیے

جس وقت ہمارے آقا کریم ﷺ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا۔

سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: فَوَضَعْتُ مُحَمَّدًا فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ سَاجِدٌ یعنی "جس وقت میرے پیارے بیٹے محمد (ﷺ) کی ولادت ہوئی تو آپ حالتِ سجدہ میں تھے"۔[5]

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ دیکھو! کیسا دلچسپ منظر ہے کہ محبوبِ پروردگار نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اور کعبۃ اللہ نے آپ کی ولادت گاہ کی طرف جھک کر سلامی پیش کی۔ کعبۃ اللہ کی ولادت گاہِ مصطفیٰ ﷺ کی طرف جھکنے کی وجہ اعلیٰ حضرت نے سمجھائی، فرماتے ہیں

شرم سے جھکتی ہے محراب کہ ساجد ہیں حضور
سجدہ کرواتی ہے کعبہ سے جبیں سائی دوست

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے سجدے میں یہ دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ رَبِّ هَبْ لِي أُمَّتِي[6]

یعنی؛ پیدا ہوتے ہی اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کو کیے گئے پہلے سجدے میں بھی ہمارے آقا و مولا ﷺ نے اپنی امت کو یاد رکھا۔

---

[4] سیرتِ رسولِ عربی، ص59

[5] انوارِ محمدیہ، ص33

[6] فتاویٰ رضویہ، ج30، ص712

تو پھر بریلی کے تاجدار کیوں نہ کہیں!

پہلے سجدہ پہ روزِ ازل سے درود
یادگاریِ امت پہ لاکھوں سلام

اور جب آپ ہمیں وقتِ پیدائش نہیں بھولے تو میدانِ محشر میں کیونکر بھولیں گے؟ جبھی فرمایا:

وقتِ پیدائش نہ بھولے
کَیْفَ یَنْسٰی کیوں قضا ہو

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بچپن شریف کا بہت ہی خوبصورت واقعہ ملاحظہ کیجیے۔ چنانچہ سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما نے حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے عرض کی: میرے اسلام لانے کی وجہ حضور کے ایک معجزے کا دیکھنا ہوا۔ رَأَيْتُكَ فِي الْمَهْدِ تُنَاغِي الْقَمَرَ وَإِلَيْهِ بِأُصْبُعِكَ فَحَيْثُ أَشَرْتَ إِلَيْهِ مَالَ یعنی: میں نے حضور کو دیکھا کہ حضور گہوارے میں چاند سے باتیں فرماتے جس طرف انگشت مبارک سے اشارہ فرماتے چاند اسی طرف جھک جاتا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: إِنِّي كُنْتُ أُحَدِّثُهُ وَيُحَدِّثُنِي وَيُلْهِينِي عَنِ الْبُكَاءِ وَأَسْمَعُ وَجْبَتَهُ حِينَ يَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ یعنی: ہاں میں اس سے باتیں کرتا اور وہ مجھ سے باتیں کرتا اور مجھے رونے سے بہلاتا، میں اسکے گرنے کی آواز سنتا تھا جب وہ زیرِ عرش سجدے میں گرتا۔[7]

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا مہدِ مبارک فرشتوں کے ہلانے سے ہلتا تھا۔[8]

اعلیٰ حضرت نے اس مہدِ والا کا تذکرہ کچھ اس طرح فرمایا:

مہدِ والا کی قسمت پہ صد ہا درود
برجِ ماہِ رسالت پہ لاکھوں سلام

حدیثِ پاک میں مذکور واقعے کو آپ نے بڑے دلچسپ انداز میں بیان فرمایا:

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

قریش میں دستور تھا کہ شہر کے لوگ اپنے شیر خوار بچوں کو بدوی (دیہاتی) آبادی میں بھیج دیا کرتے تھے تاکہ بچے دیہات میں رہنے والوں میں پرورش پاکر فصاحت اور عرب کی خالص خصوصیات حاصل کریں۔ اور مدتِ رضاعت کے ختم ہونے پر عوضانہ دے کر واپس لے آتے تھے۔ اس لیے نواحِ مکہ کے قبائل کی دیہاتی عورتیں سال میں دو مرتبہ ربیع و خریف میں بچوں کی تلاش میں شہر مکہ میں آیا کرتی تھیں۔ چناچہ اس دفعہ حلیمہ سعدیہ اسی غرض سے شہر مکہ آئیں اور اپنے ساتھ سلطانِ دوجہاں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو

---

[7] الخصائص الکبریٰ، ج 1، ص 91

[8] الخصائص الکبریٰ، ج 1، ص 277

لے گئیں۔[9] بنو سعد میں اس وقت سخت قحط تھا۔ مگر آپ ﷺ کے قیام کی برکت سے سیدہ حلیمہ کے مویشی سیر ہو کر آتے تھے اور خوب دودھ دیتے جبکہ دوسروں کے مویشی بھوکے آتے اور دودھ کا ایک قطرہ بھی نہ دیتے۔ اس طرح حلیمہ سعدیہ کی سب تنگدستی دور ہو گئی۔[10] میرے آقائے نامدار، مدینے کے تاجدار ﷺ کی ان برکات کو اعلیٰ حضرت نے اپنے شعر میں بیان کیا۔ فرماتے ہیں:

زرعِ شاداب و ہر ضرعِ پر شیر سے
برکاتِ رضاعت پر لاکھوں سلام

آپ ﷺ کے عدلِ جبلی کا یہ نتیجہ تھا کہ آپ اپنی رضاعی والدہ حلیمہ کی دائیں چھاتی سے دودھ نوش فرماتے تھے اور بائیں چھاتی اپنے رضاعی بھائیوں کیلئے چھوڑ دیتے۔[11] عدل کی اس انوکھی مثال کو میرے رضا نے کچھ اس انداز سے بیان فرمایا:

بھائیوں کے لئے ترکِ پستاں کریں
دودھ پیتوں کی نصفت پر لاکھوں سلام

نبی کریم ﷺ کے بارے میں آتا ہے: كَانَ يَشُبُّ شَبَابًا لَا يَشُبُّهُ الْغِلْمَانِ یعنی حضورِ اقدس ﷺ عام بچوں کی بنسبت جلد بڑے ہوئے۔ حتیٰ کہ جب آپ ﷺ دو ماہ کے ہوئے تو گھٹنوں کے بل چلنے لگے، جب تین ماہ کے ہوئے تو اپنے قدموں پر کھڑے ہو جاتے، جب چار ماہ کے ہوئے تو دیوار کو پکڑ کر چلتے تھے، جب پانچ ماہ کے ہوئے تو مکمل طور پر چلنا شروع کر دیا، جب چھ ماہ کے ہوئے تو تیز چلنے کے قابل ہو گئے، جب سات ماہ کے ہوئے تو ہر طرف بآسانی چلے جاتے، جب آٹھ ماہ کے ہوئے تو صاف لہجے میں گفتگو شروع کر دی اور جب آپ دس ماہ کے ہوئے تو تیر اندازی کرنے لگے۔ اعلیٰ حضرت یہ بات سن کر جھوم اٹھے اور اپنے آقا کریم ﷺ کی اس نشوونما پہ درج ذیل تمثیل کے ساتھ درود و سلام کے نذرانے پیش کیے۔

اُٹھتے بوٹوں کی نشوونما پر درود
کھلتے غنچوں کی نکہت پہ لاکھوں سلام

سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ آپ ﷺ جب اپنے پاؤں پر چلنے لگے تو باہر تشریف لے جا کر بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھتے مگر خود کھیل کود میں شریک نہیں ہوتے تھے۔ لڑکے آپ کو کھیلنے کے لیے بلاتے تو آپ فرماتے کہ میں کھیلنے کیلئے نہیں پیدا کیا گیا۔[12]

---

[9] سیرتِ مصطفیٰ، ص75 ملخصاً

[10] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ، ج1، ص272

[11] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ، ج1، ص100

[12] مدارج النبوۃ، ج1، ص37

میرے رضا نے آپ ﷺ کی اس مبارک ادا کا ذکر کچھ اس طرح فرمایا:

فضل پیدائشی پر ہمیشہ درود
کھیلنے سے کراہت پہ لاکھوں سلام

جب نبی کریم ﷺ کی والدہ محترمہ اور دادا جان کا انتقال ہو گیا تو آپ کی کفالت کا ذمہ آپ کے چچا ابو طالب نے لیا۔
آپ ﷺ کے بچپن شریف میں ایک دفعہ ابو طالب نے آپ کو ساتھ لے کر بارش کی دعا کی تھی جو حضور کی برکت سے فوراً قبول ہوئی۔ اسی بارے میں ابو طالب نے کہا:

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ
ثِمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

یعنی؛ حضور ﷺ ایسے گورے رنگ والے ہیں کہ ان کے رخِ انور کے ذریعے بدلی سے بارش طلب کی جاتی ہے۔ وہ یتیموں کا ٹھکانہ اور بیواؤں کے نگہبان ہیں۔[13]
حضورِ اقدس ﷺ کے بچپن کی خوبصورتی ملاحظہ کر کے میرے امام فرمانے لگے:

اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن!
اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

الغرض! اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو دیگر کمالات کی طرح بچپن بھی سب سے نرالا اور جدا دیا۔
یقیناً ابھی بہت کچھ لکھنے کو باقی ہے اور ہم نے بحرِ بے کنار میں سے قطرے کا بھی احاطہ نہ کیا لیکن اختصار کے پیشِ نظر یہیں اختتام کرتے ہیں۔
اللہ پاک اپنے محبوب کریم ﷺ کے پندرہ سو سالہ جشنِ ولادت کے صدقے ہماری بے حساب بخشش فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

---

[13] شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیہ، ج 1، ص 356

خصائصِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بوقتِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم



تحریر: ابوالھمام محمد اشتیاق فاروقی مجددی

بوقتِ میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے ایک نور دیکھا جس نے شام کے محلات وبازار روشن ہوئے جس کی روشنی سے آپ نے بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں دیکھ لیں۔ (طبقات ابن سعد، حصہ 1، ص، 146۔ خصائص کبریٰ، جلد 1، ص، 149۔ مدارج النبوت، جلد، 2، ص، 30۔ معارج النبوۃ، جلد، 2، ص، 94۔ سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 1، ص، 256۔ حجۃ اللہ علی العلمین فی معجزات سید المرسلین، ص، 425۔ سیرت حلبیہ اردو، جلد 1، ص، 190۔ تواریخ حبیبِ الٰہ، ص، 12۔ سیرۃ ابن ہشام، جلد 1، ص، 186۔ الروض الانف، جلد 1، ص، 375۔ مواہب لدنیہ، جلد، 1، ص، 143۔ السیرۃ النبویہ، جلد، 1، ص، 54۔ الکامل فی التاریخ جلد 1، ص 359)

ساری زمین پر مشرق سے لے کر مغرب تک اس نور کی روشنی پھیل گئی۔ (خصائص کبریٰ، جلد 1، ص، 150۔ طبقات ابن سعد، حصہ 1، ص، 146۔ سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 1، ص، 256۔ تاریخ ابن کثیر، جلد 2، ص، 567۔ مواہب لدنیہ، جلد، 1، ص، 142، 140۔ السیرۃ النبویہ، جلد، 1، ص، 54۔ الکامل فی التاریخ جلد 1، ص 362)

بوقتِ میلاد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حق تعالیٰ نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی نگاہوں سے پردے اٹھادیئے، آپ نے زمین کے مشارق ومغارب دیکھے۔ (مدارج النبوت، جلد، 2، ص، 31۔ خصائص کبریٰ، جلد 1، ص، 154۔ تاریخ ابن کثیر، جلد 2، ص، 567۔ معارج النبوۃ، جلد، 2، ص، 93۔ مواہب لدنیہ، جلد، 1، ص، 140)

میلادِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے موقع پر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس آسیہ فرعون کی بیوی، مریم بنت عمران اور حور عین عالم بالا سے تشریف لائیں۔ (مدارج النبوت، جلد، 2، ص، 31۔ حجۃ اللہ علی العلمین فی معجزات سید المرسلین، ص، 421۔ سیرت حلبیہ، جلد 1، ص، 214۔ مواہب لدنیہ، جلد، 1، ص، 140۔ السیرۃ النبویہ، جلد، 1، ص، 56)

ولادت کے بعد حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو سجدے کی حالت میں دیکھا گیا (خصائص کبریٰ، جلد 1، ص، 154۔ مدارج النبوت، جلد، 2، ص، 31۔ معارج النبوۃ، جلد، 2، ص، 93۔ سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 1، ص، 258۔ حجۃ اللہ علی العلمین فی معجزات سید

المرسلین، ص، 421۔ سیرت حلبیہ اردو، 1، ص، 185۔ سیرت حلبیہ، جلد 1، ص، 219۔ شرف النبی ﷺ، ص، 34۔ مواہب لدنیہ، جلد، 1، ص، 141۔ السیرۃ النبویہ، جلد، 1، ص، 54)

آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو آپ ہر قسم کے آلائش وپلیدگی سے پاک تھے (مدارج النبوت، جلد، 2، ص، 30۔ معارج النبوۃ، جلد، 2 ص، 101۔ سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 1، ص، 263۔ سیرت حلبیہ اردو، 1ج، ص، 181۔ مواہب لدنیہ، ج، 1، ص، 144۔ السیرۃ النبویہ، جلد، 1، ص، 53)

میلاد مصطفیٰ ﷺ کے وقت آپ ﷺ سے مشک اذفر کی مثل خوشبو مہک رہی تھی۔

(مواہب لدنیہ، جلد، 1، ص، 142)

رضوان خازن جنان نے آپ کے کان مبارک میں آپ ﷺ کے علم کے بارے میں کہا اے محمد (ﷺ) آپ کو بشارت ہو کہ کسی نبی کے واسطے علم باقی نہ رہا مگر آپ کو وہ علم دیا گیا۔ آپ کل انبیاء علیہم السلام سے علم میں اکثر اور قلب میں ان کل سے اشجع ہیں۔ (مواہب لدنیہ، جلد، 1، ص، 142)

ولادت کے بعد آپ ﷺ کی انگلیاں بند تھیں صرف شہادت کی انگلی سے یوں اشارہ فرمارہے تھے جیسے کہ اللہ کی تسبیح بیان کر رہے ہوں۔ (الروض الانف، جلد 1، ص، 352۔ مدارج النبوت، جلد، 2 ص، 31۔ مواہب لدنیہ، جلد، 1، ص، 141۔ معارج النبوۃ، جلد، 2، ص، 94۔ سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 1، ص، 258۔ حجۃ اللہ علی العٰلمین فی معجزات سید المرسلین، ص، 421۔ سیرت حلبیہ اردو، 1ج، ص، 185۔ شرف النبی ﷺ، ص، 34۔ السیرۃ النبویہ، جلد، 1، ص، 54)

آپ ﷺ ناف بریدہ پیدا ہوئے تھے۔ (خصائص کبریٰ، جلد 1، ص، 165۔ مدارج النبوت، جلد، 2، ص، 32۔ معارج النبوۃ، جلد، 2، ص، 99۔ حجۃ اللہ علی العٰلمین فی معجزات سید المرسلین، ص، 424۔ سیرت حلبیہ اردو، ج، 1، ص، 181۔ مواہب لدنیہ، جلد، 1، ص، 148)

میلاد مصطفیٰ ﷺ کے بعد حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے ایک منادی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا کہ محمد (ﷺ) کو مشارق و مغارب کی سیر کراؤ۔ اور انبیاء کرام کی مولدات پر لے جاؤ۔ (خصائص کبریٰ، جلد 1، ص، 154۔ مدارج النبوت، جلد، 2، ص، 31۔ معارج النبوۃ، جلد، 2، ص، 94، 93۔ حجۃ اللہ علی العٰلمین فی معجزات سید المرسلین، ص، 421۔ شرف النبی ﷺ، ص، 34۔ مواہب لدنیہ، جلد، 1، ص، 141)

میلاد مصطفیٰ ﷺ کے وقت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے سنا کہ آپ ﷺ کو انبیاء کے یہ اوصاف عطا فرمائے گئے آدم علیہ السلام کا خلق، شیث علیہ السلام کی معرفت، نوح علیہ السلام کی شجاعت، ابراہیم علیہ السلام کی خلقت، اسماعیل علیہ السلام کی زبان، اسحٰق علیہ السلام کی رضا، صالح علیہ السلام کی فصاحت، لوط علیہ السلام کی حکمت، یعقوب علیہ السلام کی بشارت، موسیٰ علیہ السلام کی شدت، ایوب علیہ السلام کا صبر، یونس علیہ السلام کی طاعت، یوشع علیہ السلام کا جہاد، داؤد علیہ السلام کی آواز، دانیال

علیہ السلام کی حب، الیاس علیہ السلام کا وقار، یحیٰ علیہ السلام کی عصمت اور عیسیٰ علیہ السلام کا زہد عطا ہو اور جمیع انبیاء علیہم السلام کے اخلاق۔(مواہب لدنیہ، جلد، 1، ص، 141،142)

میلاد مصطفیٰ ﷺ کے وقت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے سنا کہ آپ ﷺ نے کل دنیا پر قبضہ کر لیا ہے اہل دنیا میں سے کوئی مخلوق نہ رہی مگر آپ کے قبضہ میں خوشی سے داخل ہو گئی۔(مواہب لدنیہ، جلد، 1، ص، 142)

حضرت شفاء فرماتی ہیں کہ میلاد کے بعد آپ ﷺ کو مشارق و مغارب کے مقامات متبرکہ کا سیر کرایا گیا۔

(مدارج النبوت، جلد، 2، ص، 30۔ معارج النبوۃ، جلد، 2، ص، 100۔ سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 1، ص، 259۔ مواہب لدنیہ، جلد، 1، ص، 145۔ حجۃ اللہ علی العلمین فی معجزات سید المرسلین، ص، 425)

میلاد مصطفیٰ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کو تمام پیغمبروں کی ارواح کی زیارت کرائی گئی۔

(شرف النبی ﷺ، ص، 35۔ معارج النبوۃ، جلد، 2، ص، 95،94)

میلاد مصطفیٰ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کا شق صدر ہوا۔

(خصائص کبریٰ، جلد 1، ص، 157۔ حجۃ اللہ علی العلمین فی معجزات سید المرسلین، ص، 423)

ولادت کے بعد آپ ﷺ کو نصرت، غلبہ، اور نبوت کی کنجیاں عطا فرمائیں گئیں۔(خصائص کبریٰ، جلد 1، ص، 154۔ حجۃ اللہ علی العلمین فی معجزات سید المرسلین، ص، 421۔ شرف النبی ﷺ، ص، 34۔ معارج النبوۃ، جلد، 2، ص، 94)

میلاد النبی ﷺ کے موقع پر آسمان اور جنتوں کے دروازے کھولے گئے۔

(خصائص کبریٰ، جلد 1، ص، 153۔ مدارج النبوت، جلد، 2، ص، 27۔ سیرت حلبیہ، جلد 1، ص، 219۔ شرف النبی ﷺ، ص، 34)

ولادت کے وقت حضرت شفاء رضی اللہ عنہا پر مشرق و مغرب کی ہر چیز روشن ہو گئی آپ نے روم و شام کے محلات دیکھے

۔(مدارج النبوت، جلد، 2، اول، ص، 30۔ معارج النبوۃ، جلد، 2، ص، 100۔ خصائص کبریٰ، جلد 1، ص، 151۔ سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 1، ص، 259۔ حجۃ اللہ علی العلمین فی معجزات سید المرسلین، ص، 425۔ تاریخ ابن کثیر، جلد 2، ص، 568۔ مواہب لدنیہ، جلد، 1، ص، 145)

ولادت کے بعد جب حضور ﷺ کو چھینک آئی تو حضرت شفاء نے اس کے جواب میں کسی کہنے والے کی یہ آواز سنی یرحمک اللہ۔

۔(مدارج النبوت، جلد، 2، ص، 30۔ معارج النبوۃ، جلد، 2، ص، 100۔ سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 1، ص، 259۔ حجۃ اللہ علی العلمین فی معجزات سید المرسلین، ص، 425۔ تاریخ ابن کثیر، جلد 2، ص، 568۔ سیرت حلبیہ، جلد 1، ص، 210۔ السیرۃ النبویہ، جلد، 1، ص، 55)

ولادت کے بعد آپ ﷺ نے حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اللہ تم پر رحم کرے۔ (السیرۃ النبویہ، جلد، 1، ص، 55)

میلاد النبی ﷺ کے موقع پر تین جھنڈے لگائے گئے ایک مشرق ایک مغرب اور ایک کعبہ کی چھت پر۔

(خصائص کبریٰ، جلد 1، ص، 154۔ مدارج النبوت، جلد، 2، ص، 31۔ معارج النبوۃ، جلد، 2، ص، 93۔ مواہب لدنیہ، جلد، 1، ص، 140۔ حجۃ اللہ علی العلمین فی معجزات سید المرسلین، ص، 421۔ سیرت حلبیہ، جلد 1، ص، 218۔ شرف النبی ﷺ، ص، 34۔ السیرۃ النبویہ، جلد، 1، ص، 56)

حضور ﷺ کی ولادت کے سال تمام حاملہ عورتوں کے ہاں بہ حرمت مصطفیٰ ﷺ اولاد نرینہ ہوئی۔ (خصائص کبریٰ، جلد 1، ص، 151۔ سیرت حلبیہ اردو، جلد اول، ص، 182۔ شرف النبی ﷺ، ص، 41۔ السیرۃ النبویہ، جلد، 1، ص، 53)

ولادت مصطفیٰ ﷺ کی خوشی میں آسمانوں میں چراغاں کیا گیا ہر آسمان میں ایک ستون زبرجد کا قائم کیا گیا اور ولادت کی بدولت نور افشاں کیا گیا۔ (خصائص کبریٰ، جلد 1، ص، 152)

سفر معراج میں حضور ﷺ نے ان ستونوں کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ ستون میری ولادت کی خوشی میں قائم کئے گئے۔ (خصائص کبریٰ، جلد 1، ص، 152)

میلاد مصطفیٰ ﷺ کے موقع پر حضرت عثمان بن ابی العاص کی والدہ فاطمۃ بنت عبد اللہ نے جو اس وقت حضرت آمنہ کے پاس موجود تھیں وہ فرماتی ہیں میں نے گھر کو نور سے لبریز دیکھا، ستارے اتنے قریب ہو گئے تھے مجھے گماں ہوا کہ وہ ابھی مجھ پر گر پڑیں۔ (الروض الانف، جلد 1، ص، 351۔ مدارج النبوت، جلد، 2، ص، 30۔ سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 1، ص، 256۔ حجۃ اللہ علی العلمین فی معجزات سید المرسلین، ص، 425۔ سیرت حلبیہ اردو، ج، 1، ص، 194۔ تاریخ ابن کثیر، جلد 2، ص، 568۔ تواریخ حبیبِ الٰہ، ص، 14، 13۔ معارج النبوۃ، جلد، 2، ص، 100، 99۔ مواہب لدنیہ، جلد، 1، ص، 143۔ السیرۃ النبویہ، جلد، 1، ص، 55۔ الکامل فی التاریخ جلد 1، ص 360)

میلاد النبی ﷺ کے وقت حوض کوثر کے کناروں پر مشک اذخر سے معطر ستر ہزار درخت اگائے گئے اور ان کے پھلوں کی خوشبو کو اہل جنت کیلئے بخور بنایا گیا۔ (خصائص کبریٰ، جلد 1، ص، 152)

میلاد النبی ﷺ کے بعد ملائکہ آپس میں مبارکبادیں دینے لگے۔ (خصائص کبریٰ، جلد 1، ص، 152)

شب میلاد النبی ﷺ کی رات حضرت عبد المطلب نے آدھی رات دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم کی طرف جھکا اور سجدہ کیا اور اس سے تکبیر کی آواز آئی کہ اللہ اکبر اللہ اکبر محمدِن المصطفیٰ الاٰن قد طہرنی ربی من انجاس الاصنام وارجاس المشرکین۔

(مدارج النبوت، جلد، 2، ص، 32۔ شرف النبی ﷺ، ص، 37۔ معارج النبوۃ، جلد، 2، ص، 96)

شب میلاد کعبہ کو خوشی سے وجد آگیا اور یہ حالت تین دن برقرار رہی۔

(حجۃ اللہ علی العلمین فی معجزات سید المرسلین، ص، 432۔ سیرت حلبیہ، جلد 1، ص، 232۔ السیرۃ النبویہ، جلد 1، ص، 59)

میلاد النبی ﷺ کے موقع پر کوئی جانور ایسا نہ تھا جس کو گویائی نہ دی گئی ہو اور اس نے بشارت نہ دی ہو مشرق کے پرندوں نے مغرب کے پرندوں کو خوشخبریاں دیں۔ (مدارج النبوت، جلد، 2، ص، 27)

میلاد النبی ﷺ کی وجہ سے ہر طرف خوشحالی آئی اس وجہ سے اس سال کا نام "سنة الفتح والابهتاج" رکھا گیا۔

(مدارج النبوت، جلد، 2، ص، 27)

میلاد النبی ﷺ کے موقع پر شیطان چیخ چیخ کر رویا۔ (الروض الانف، جلد 1، ص، 351۔ سیرت حلبیہ، جلد 1، ص، 221)

میلاد النبی ﷺ کے موقع پر تمام بت اوندھے منہ گر پڑے۔

(خصائص کبریٰ، جلد 1، ص، 152۔ مدارج النبوت، جلد، 2، ص، 33، 32، 27۔ سبل الھدیٰ والرشاد، جلد 1، ص، 265۔ حجۃ اللہ علی العٰلمین فی معجزات سید المرسلین، ص، 432۔ سیرت حلبیہ، جلد 1، ص، 227، 231۔ شرف النبی ﷺ، ص، 37۔ تواریخ حبیبِ الٰہ، ص، 14۔ معارج النبوۃ، جلد، 2، ص، 96، 103۔ السیرۃ النبویہ، جلد، 1، ص، 58)

میلاد النبی ﷺ کے وقت کسریٰ کے محل میں زلزلہ آیا اور چودہ کنگرے گر گئے۔

(خصائص کبریٰ، جلد 1، ص، 160۔ مدارج النبوت، جلد، 2، ص، 32۔ معارج النبوۃ، جلد، 2، ص، 105۔ سبل الھدیٰ والرشاد، جلد 1، ص، 269۔ حجۃ اللہ علی العٰلمین فی معجزات سید المرسلین، ص، 432۔ تاریخ ابن کثیر، جلد2، ص، 573۔ سیرت حلبیہ، جلد 1، ص، 232۔ تواریخ حبیبِ الٰہ، ص، 14۔ خلاصۃ السیر، ص، 18۔ مواہب لدنیہ، جلد، 1، ص، 146۔ السیرۃ النبویہ، جلد 1، ص، 59)

میلاد النبی ﷺ کے موقع پر فارس کا آتش کدہ بجھ گیا جو ہزار سال سے جلتا رہا۔

(خصائص کبریٰ، جلد 1، ص، 160۔ مدارج النبوت، جلد، 2، ص، 32۔ معارج النبوۃ، جلد، 2، ص، 106۔ سبل الھدیٰ والرشاد، جلد 1، ص، 269۔ حجۃ اللہ علی العٰلمین فی معجزات سید المرسلین، ص، 432۔ تاریخ ابن کثیر، جلد2، ص، 573، سیرت حلبیہ، جلد 1، ص، 236۔ تواریخ حبیبِ الٰہ، ص، 14۔ خلاصۃ السیر، ص، 18۔ السیرۃ النبویہ، جلد 1، ص، 59)

میلاد النبی ﷺ کے موقع پر دریائے ساوہ خشک ہو گیا۔ (مواہب لدنیہ اور سیرت حلبیہ میں لکھا ہے طبریہ کا بحیرہ خشک ہو گیا)۔ (خصائص کبریٰ، جلد 1، ص، 160۔ مدارج النبوت، جلد، 2، ص، 32۔ معارج النبوۃ، جلد، 2، ص، 106۔ سبل الھدیٰ والرشاد، جلد 1، ص، 269۔ حجۃ اللہ علی العٰلمین فی معجزات سید المرسلین، ص، 433۔ خلاصۃ السیر، ص، 18۔ مواہب لدنیہ، جلد، 1، ص، 146۔ سیرت حلبیہ، جلد، 1، ص، 238۔ السیرۃ النبویہ، جلد 1، ص، 59)

میلاد النبی ﷺ کے موقع پر وادی سماوہ کا نالہ جاری ہوا جو ہزار برس سے خشک تھا۔ (مدارج النبوت، جلد،2، ص،32۔

معارج النبوۃ، جلد،2، ص،106۔)

میلاد النبی ﷺ کے موقع پر دریائے دجلہ، سیرت حلبیہ میں سماوہ کا راستہ پھٹ کر ختم ہونے کا ذکر ہے۔

(سبل الہدیٰ والرشاد، جلد1، ص،268۔ سیرت حلبیہ، جلد،1، ص،238)

ولادت کے بعد آپ ﷺ نے سب سے پہلے یہ کلام فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر کبیر او الحمد للہ کثیر اوًسبحان اللہ بکرۃ واصیلا۔ اور بعض کے نزدیک جلال ربی الرفیع فرمایا۔ (سیرت حلبیہ اردو، جلد1، ص،190، 211۔ مواہب لدنیہ، جلد،1، ص،164۔ حجۃ اللہ علی العلمین فی معجزات سید المرسلین، ص،426۔ خصائص کبریٰ، جلد1، ص،166۔ سبل الہدیٰ والرشاد، جلد1، ص،264۔ سیرت حلبیہ، جلد1، ص،246۔ مدارج النبوت، جلد،2، ص،36۔ السیرۃ النبویہ، جلد،1، ص،55)

صفیہ بنت عبد المطلب نے آپ ﷺ کی ولادت مبارک کے بعد آپ ﷺ کی زبان مبارک سے سب سے پہلے فصیح زبان میں لا الہ اللہ انی رسول اللہ سنا۔ (معارج النبوۃ، جلد،2، ص،98)

ولادت کے بعد صفیہ نے آپ ﷺ کے لب مبارک پر کان لگائے تو آپ ﷺ امتی امتی فرما رہے تھے۔

(معارج النبوۃ، جلد،2، ص،98)



میلاد منانا آج کی ایجاد نہیں!

میلاد منانا آج کی ایجاد نہیں مسلمان صدیوں سے میلاد مناتے آئے ہیں ، چُنانچہ ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اور علامہ برہانُ الدین حلبی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: ”مسلمان تمام مقامات اور بڑے بڑے شہروں میں ہمیشہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت کے مہینے میں محافل منعقد کرتے رہے ہیں۔



مقاصد بعثت

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا ابو بلال محمد بلال رضا قادری مدنی

اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے عطا کی ہوئی تمام نعمتیں بے مثال ہیں لیکن وہ نعمت جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب پیغمبر اعظم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا میں بھیج کر کل کائنات پر احسان عظیم فرمایا یہ تمام نعمتوں میں سب سے بڑھ کر انعام ہے۔ بفضل اللہ! انہیں پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشیاں ہر سو چہار جانب عشاقان رسول بڑے وثوق سے مناتے آرہے ہیں۔ مگر اس اسلامی سال 1447 ھجری ماہ ربیع الاول کی خاص بات یہ ہے کہ پوری دنیا کے مسلمان اپنے پیارے کریم آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا 1500 واں جشن ولادت کی خوشیاں منا رہے ہیں۔ آج سے پندرہ سو سال قبل حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کائنات میں پیغمبر اعظم، محسن انسانیت، عالمین کے لئے سراپا رحمت بن کر جلوہ افروز ہوئے اور یوں سلسلہ نبوت کی آخری سنہری اینٹ نے قصر نبوت کو مکمل کر کے خاتم المرسلین اور خاتم النبیین کا شرف پایا۔ میلاد مصطفیٰ منانے کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کے عزم کا اعادہ ہے اور سیرت رسول، اسوۂ رسول، اخلاق نبوت، سنت رسول اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو رول ماڈل بنا کر ہدایت کے راستے پر لوگوں کو گامزن کرنا ہے۔ علماء کرام نے نبی خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی مختلف جہات ترتیب دے کر کے کتابیں لکھیں اور اسے اپنا موضوع سخن بنایا۔ امسال جشن ولادت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو 1500 سال مکمل ہونے کی خوشی میں ہم نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد کو بھی یاد رکھنا ہے۔ ہم نے اسی عنوان کو بعثت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد میں سے چند مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے ترتیب دیا ہے۔

ہم یہاں قرآن کریم سے چند مقاصد بعثت کو مختصر ذکر کرتے ہیں۔

اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں کئی مقامات پر آپ ﷺ کے اہم مقاصدِ بعثت کو بیان فرمایا ہے، ان میں سے پہلا وہ مقام ہے جہاں پر حضرت سیدنا ابراہیم وسیدنا اسماعیل علیہما السلام کی زبان سے اس کا ذکر ہوا، اُن کی یہ تمنا تھی کہ نبی آخر الزمان ﷺ آپ کے ہی خاندان اور نسل سے ہوں، چنانچہ اس کے لیے آپ نے جب بیت اللہ کی تعمیر فرمائی، یہ وقت چونکہ بڑی اہمیت کا

حامل تھا، اس کائنات میں خدا کا پہلا گھر اس کی عبادت کے لیے تعمیر کیا گیا تھا، اس حساس اور اہم موقع کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اور کریم پروردگار عزوجل کی الطاف و عنایات کو سامنے رکھ کر آپ علیہ السلام نے دعا کی کہ:

"رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيۡهِمۡ‌ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ۔"

(سورۃ البقرۃ، پارہ 01، الآیہ 129) ترجمہ کنزالایمان:-

اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرماوے بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

ان دونوں کی یہ دعا قبول ہوئی اور ان کی نسل میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی۔

امام بغوی علیہ الرحمہ نے ایک حدیث روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا تھا حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر تیار ہو رہا تھا، میں تمہیں اپنے ابتدائے حال کی خبر دوں، میں دعائے ابراہیم ہوں، بشارت عیسیٰ ہوں، اپنی والدہ کے اس خواب کی تعبیر ہوں جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھی اور ان کے لیے ایک بلند نور ظاہر ہوا جس سے ملک شام کے ایوان اور محلات ان کے لیے روشن ہو گئے۔

(شرح السنۃ، کتاب الفضائل، باب فضائل سید الاولین والآخرین محمد صلی اللہ علیہ وسلم، 7/13، الحدیث:3520)

اس حدیث میں دعائے ابراہیم سے یہی دعا مراد ہے جو اوپر آیت میں مذکور ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور آخر زمانہ میں حضور سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا

(تفسیر خازن، سورہ بقرۃ، تحت الآیۃ:129,01/91)

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ عَلٰى اِحۡسَانِهٖ

دوسری جگہ اللہ تعالی نے حضور جان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں بھیجے جانے کو احسان قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ‌ۚ وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ۔" (سورہ آل عمران، پارہ 04، الآیہ 164)

ترجمہ کنزالایمان:

بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

اور تیسری جگہ اللہ تعالی نے مقاصدِ بعثت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔"

(سورہ الجمعۃ، پارہ 28، الآیہ 02)

ترجمہ کنزالایمان:

وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انھیں پاک کرتے ہیں اور انھیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔

تفسیر خازن میں اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ: ارشاد فرمایا وہی اللہ ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جس کے نسب و شرافت کو وہ اچھی طرح جانتے پہچانتے ہیں، ان کا نام پاک محمد مصطفی صلی اللہ پاک علیہ وسلم ہے، وہ ان کے سامنے قرآنِ مجید کی آیتیں تلاوت فرماتے ہیں جن میں رسالت، حلال و حرام اور حق و باطل کا بیان ہے، انہیں باطل عقیدوں، مذموم اَخلاق، دورِ جاہلیّت کی خباثتوں اور قبیح اَعمال سے پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت (یعنی قرآن، سنت اور فقہ یا شریعت کے اَحکام اور طریقت کے اَسرار) کا علم عطا فرماتے ہیں اور بیشک لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے کہ شرک، باطل عقائد، اور خبیث اَعمال میں گرفتار تھے اور انہیں کامل مرشد کی شدید حاجت تھی۔

(خازن، الجمعۃ، تحت الآیۃ: 4، 2 / 264)

اور چوتھی جگہ مقصد بعثت نبوی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ارشاد ربانی ہے:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا۔"

(سورہ احزاب، پارہ 21، الآیہ 21)

ترجمہ کنزالایمان:

بیشک تمہیں رسولُ اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لیے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔

لوگ آپ کی سیرت طیبہ کو اپنے لئے اسوہ اور نمونہ سمجھیں: آپ ﷺ کی بعثت کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہیکہ ہر مسلمان اپنی زندگی کے تمام تر مراحل میں آپ کو اپنے لئے اسوہ و نمونہ سمجھے اور آپ کی لائی ہوئی شریعت پر آپ کی سیرت طیبہ کی روشنی میں عمل پیرا ہو، کیونکہ آپ کی اتباع میں ہی دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی مضمر ہے، کیونکہ آپ کی اتباع و تابعداری درحقیقت اللہ کی اتباع و تابع داری ہے، لہذا ہر مسلمان کو اس بات کا عمل ہونا چاہئے کہ اس کائنات کے اندر اگر کوئی ذات

ہمارے لئے اسوہ و نمونہ ہو سکتی ہے اور کسی کی اتباع و تابعداری کی جاسکتی ہے تو وہ صرف اور صرف اللہ کے رسول ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔

ان مقامات پر غور کرنے پر کئی چیزیں ہمارے سامنے آتی ہیں جن میں سے ایک اوپر مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ تمام انسانوں کے لیے ہر اعتبار سے نمونہ ہے مزید اسکے بعد "تلاوتِ قرآن" ہے کہ جس کی عظمت و اہمیت کو رسول اللہ ﷺ نے امت میں عام فرمایا اور اس کے فوائد و برکات سے آگاہ کیا اور انسانوں کے ہاتھ میں خدا کا یہ عظیم کلام سونپا جس کی وجہ سے انسانیت ظلمت کے اندھیروں سے نکلی۔ اور بہت سے لوگ اسی قرآن کی سماعت سے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ دنیا میں جو کچھ انقلاب نظر آرہا ہے بلاشبہ یہ اس عظیم کتاب کی بدولت ہے جو صاحب کتاب سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے بطور امانت انسانوں تک پہنچایا اور اس کے تقاضوں کو عملی طور پر پورا کرکے دکھایا۔

اگلی سلسلہ "تعلیم قرآن" کہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے کے ساتھ اس کے معانی و مطالب انسانوں کو سمجھانا یہ بھی نبی کریم ﷺ کی عظیم ذمہ داری رہی اور آپ ﷺ نے الفاظِ قرآنی کے ساتھ معانیٔ قرآن بھی بتلائے۔ نبی پاک ﷺ نے مرادِ خداوندی کو سمجھایا اور آیات قرآنی کی تشریح کرکے امت کو اس کے مقصد سے آگاہ کیا کہ اللہ تعالی کیا چاہتا ہے، اسی لیے قرآن کریم کی تلاوت کے ساتھ اسے سمجھنا بھی نہایت ضروری ہے۔ اور اس کی تعلیمات کے مطابق عمل کرنا بھی اہلِ ایمان کی ذمہ داری ہے۔ قرآن صرف پڑھ کر یا سمجھ کر رکھ دینے کی کتاب نہیں ہے بلکہ اس کے مطابق زندگیوں کو بنانے اور سنوارنے کی ضرورت ہے۔

مزید یہ کہ "تزکیہ نفس" ہے یعنی نبی اکرم ﷺ کو دنیا میں بھیجے جانے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ انسانوں کے دلوں کو پاک صاف کریں، ان کے دلوں میں کفر و شرک کی جو گندگیاں اور اخلاق و اعمال کی خرابیاں ہیں ان کو نکال باہر کریں اور دلوں کو اس قابل بنائیں کہ وہ یاد الٰہی کا مسکن اور محبتِ رسول ﷺ کا مرکز بن سکے، چنانچہ آپ ﷺ نے جہاں لوگوں کی اجتماعی اصلاحی کوششیں کی، وہیں انفرادی طور پر بھی لوگوں کے دلوں کی اصلاح کا اہتمام فرمایا۔

یہی نتیجہ تھا کہ معمولی درجہ کا گناہ بھی کسی سے سرزد ہو جاتا یا تنہائیوں میں کسی جرم کا ارتکاب کر لیتے تو فوری رسالت ماٰب ﷺ کے حضور حاضر ہو کر اس کی تلافی کروالیتے، تاکہ آخرت کے سخت ترین عذاب سے حفاظت ہو جائے۔ انسانی معاشرہ کو آلائشوں اور گندگیوں سے عمومی طور پر بچانا ہو تو فرداً فرداً انسانوں کی اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے، اور یہ ہر انسان کے دل کی اصلاح پر موقوف ہے، اسی لیے سب سے پہلے دل کو درست کرنا ضروری ہے، کیوں کہ دل ہی تمام جسم کا سردار اور سارے اعضاء میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ دل ٹھیک ہے تو سب ٹھیک ہے، ہمارا دِل سب سے قیمتی تختی ہے، اسے گناہوں سے پاک کرنا مطلوبِ دِین ہے، یہی اصلاح کا راز ہے، اسی سے آدمی سنورتا ہے، اسی سے کام بنتے ہیں۔ اللہ پاک کے آخری نبی، رسولِ

ہاشمی، محمد عربی ﷺ نے فرمایا: اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً: اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جسم انسانی میں ایک گوشت کالوتھڑا ہے اگر وہ درست ہو تو سارا جسم صحیح ہو گا اور اگر وہ خراب ہو جائے تو جسم سارا فساد میں مبتلا ہو جائے گا، غور سے سنو! وہ دل ہے۔

(الصحیح البخاری: کتاب الایمان، باب فضل من استبرا، صفحہ 84-85، رقم الحدیث 52)

اس لیے آپ ﷺ نے امت کو اس بات کی تعلیم دی کہ ہمیں سب سے پہلے اپنے دل کو برائیوں سے پاک کرنا ضروری و لازم ہے، تاکہ اچھی طرح قلب میں اچھائیاں پیدا ہوں۔ جو چیزیں انسان کو ہلاک کرنے والی اور دین و دنیا میں نقصان کا باعث ہوتی ہیں جیسے: حسد، کینہ، کذب، غیبت، بغض، عناد، طمع اور بخل وغیرہ ان تمام سے بہت اہتمام کے ساتھ بچنے کی تعلیم دی۔

آخر کلام:-- سب سے اہم یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد میں وہ تمام چیزیں بھی شامل ہیں جو تمام نبیوں اور رسولوں علیہم السلام کے پیش نظر تھیں، اور اضافی طور پر آپ کے مقصد بعثت کی مزید ایک خصوصی اور امتیازی شان ختم نبوت اور ختم رسالت کے حوالے سے ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء ورُسل میں سب سے ممتاز ہیں.

ختم نبوت اور ختم رسالت کے ایک پہلو سے تو ہم سب خوب اچھی طرح واقف ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ کوئی تشریعی نبی نہ غیر تشریعی، نہ کوئی ظلّی نبی نہ ہی بروزی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر طرح کی نبوت ورسالت ختم ہو گئی، لیکن ختم نبوت ورسالت کا دوسرا اور اہم تر پہلو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ورسالت کا محض اختتام ہی نہیں ہوا بلکہ اتمام بھی ہوا ہے اور تکمیل بھی ہوئی ہے. نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا یہ وہ امتیازی پہلو ہے جو بالعموم ہماری نگاہوں سے اوجھل رہتا ہے.

حاصل کلام یہ کہ آپ ﷺ کا بنیادی مقصد بعثت یقیناوہی ہے جو تمام انبیاء اور تمام رسولوں کا تھا، لیکن آپ کے مقصد بعثت میں ایک تکمیلی اور اتمامی شان بھی ہے جس کی حیثیت ختم نبوت اور تکمیل رسالت کے عکس کی ہے اور اس میں کوئی دوسرا نبی اور رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتا۔

اللہ پاک ان تمام مقاصد کا فیضان ہمیں بھی نصیب فرمائے اور ہمیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی سیرت کا مطالعہ کر کے آپ ہی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اس سال پندراں سواں جشن ولادت حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم جوش وخروش سے منانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین



قرآنِ کریم

سے دس 10 اسمائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم



مولانا ریحان عطاری مدنی مرادآبادی

آخری نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات باکمال جس طرح بابرکت ہے اور ہمارے لئے مشعل راہ ہے اسی طرح نبی مکرم رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ بھی ہمارے لئے مبروک ہیں اور دافع البلاء والوباء ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے ﴿یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِیرًا ۝ وَدَاعِیًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیرًا﴾ (الاحزاب:45،46) ترجمہ کنزالایمان:

"اے نبی ہم نے آپ کو شاہد و مبشر اور نذیر اور اللہ کی اجازت سے اس کی طرف بلانے والا بنا کر اور روشن چراغ بنا کر بھیجا"

تو اس آیت کریمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ اسمائے مبارکہ مذکور ہیں مگر ان کے بارے میں اختلاف ہے اکثر علمائے کرام نے ان کو اسماء قرار دیا ہے جبکہ بعض دوسرے علمائے کرام نے ان کو صفات نبی میں شمار کیا ہے۔ بہر کیف ہم ان کے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایک نام اپنے دامن میں کتنی صفات کو سمیٹے ہوئے ہے۔

1.(اَلشَّاهِدُ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شاہد بھی ہیں یعنی اپنی امت پر شاہد (گواہ) ہیں۔ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہوئے آپ پر ایمان لایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں بھی اس کے ایمان و تصدیق کے شاہد ہیں اور قیامت کے دن بھی اس کے ایمان و تصدیق کی گواہی دیں گے اور جس شخص نے آپ کی تکذیب کرتے ہوئے آپ کی نبوت کا انکار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تکذیب و کفر کی گواہی دیں گے اور وہ شخص جہنم میں دائمی داخل ہو گا۔

امام مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نبی کریم اپنی امت پر تو گواہ ہوں گے ہی ہوں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ تمام حکام کی تبلیغ کی ہے بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی امتوں پر بھی گواہ ہوں گے کہ مجھ سے پہلے آنے والے انبیاء علیہم السلام نے بھی اپنی اپنی امتوں کو تبلیغ کی ہے۔

2.(اَلْمُبَشِّرُ)

ہمارے پیارے آخری نبی محمد عربی ﷺ مبشر بھی ہیں۔ یعنی خوشخبری سنانے والے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا احادیث مبارکہ میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت واللہ تعالیٰ کی طرف سے دیے گئے اجر و ثواب اور ان تمام نعمتوں کی خوشخبری سنائی ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں مومنین کے تیار کر رکھا ہے۔

3.(اَلنَّذِیْرُ)

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نذیر بھی ہیں۔ یعنی ڈر سنانے والے بھی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کو ڈراتے رہے ہیں کہ اے کافرو! اسلام کے جھنڈے تلے آجاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے کفر کی وجہ سے تمہارے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے اور دردناک عذاب تمہارا منتظر ہے۔

4.(دَاعِيًا اِلَى اللهِ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم داعی الی اللہ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو توحید اور ان چیزوں پر ایمان لانے کی دعوت دی جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ لائے تھے اور ان احکام پر عمل کرنے کی دعوت دی جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ نے جائز قرار دیا اور ان چیزوں سے رکنے کا حکم دیا جن چیزوں کو ناجائز و حرام قرار دیا۔

5.(سِرَاجًا مُّنِيْرًا)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سراج منیر بھی ہیں۔ یعنی روشن چراغ ہیں اور ایسے چراغ ہیں جن کی روشنی نے کفر و ضلالت کو مات دے دی، ایسے چراغ ہیں جن کی روشنی نے عالم عرب تو کیا عالم عجم کو بھی روشن کر دیا۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ اسماء ایسے بھی ہیں جو قرآن کریم میں مذکور ہیں اور ان کے اسماء ہونے کی صراحت خود نبی کریم نے احادیث طیبہ میں بھی فرمائی ہے۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:لِي خَمْسَةُ أسْماءٍ: أنا مُحَمَّدٌ، وأَحْمَدُ، وأنا الماحِي الذي يَمْحُو اللَّهُ بِيَ الكُفْرَ، وأنا الحاشِرُ الذي يُحْشَرُ النَّاسُ علَى قَدَمِي، وأنا العاقِبُ

[رواه البخاري، في صحيح البخاري، عن جبير بن مطعم، الصفحة أو الرقم: 3532، صحيح.]

ترجمہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے کفر کی تاریکی کو مٹادیا، میں حاشر ہوں جس کے نقش قدم پر لوگ میدان محشر میں جمع ہوں گے اور میں عاقب ہوں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان پانچ اسماء کو اپنے لیے خاص کرنا اس لیے ہے کہ یہ اسماء مشہور ہیں نہ کہ حصر کے لئے کہ نبی کریم کے صرف اتنے ہی نام ہیں بلکہ اور بھی بہت سے اسماء ہیں۔

جیسا کہ ایک حدیث میں ہے: عن أبي موسى الأشعري - رضي الله عنه - انّه قال: (كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَمِّي لَنَا نَفْسَهُ أَسْمَاءً فَقَالَ: أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ، وَالْمُقَفِّي، وَالْحَاشِرُ، وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ، وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ)

اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم نے محمد واحمد کے علاوہ چار اسماء اور شمار کرائے ہیں (۱) مقفی (۲) حاشر (۳) نبی الرحمة (۴) نبی التوبہ - اور شیخ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ بعض صوفیاے کرام نے اس حدیث میں ذکر ہونے والے اسماء کو ایک ہزار اسماء پہنچادیا جن کو انہوں نے قرآن کریم اور سنن نبویہ سے جمع ومأخوذ کیا ہے۔

6.(مُحَمَّدٌ)

یہی وہ نام ہے جو تمام اسماء سے زیادہ خاص اور مشہور ہے اور یہی وہ نام ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں چار مرتبہ آیا ہے یہی وہ نام ہے جو کلمہ توحید میں بھی مذکور ہے یہی وہ نام ہے جو آسمانوں میں مرفوع ہے یہی وہ نام ہے جو لوح و محفوظ میں منقوش ہے۔ محمد کا مطلب ہے کہ جب جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے تو آپ کی تعریف کی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہی محمود، زمین و آسمان میں بھی محمود، دنیاو آخرت میں بھی محمود، اپنی خوبصورتی اور اخلاق کریمانہ میں بھی محمود اور اپنے تمام احوال میں بھی محمود اور اسی نام کا صدقہ ہمیں بھی ملتاہے۔

آنکھوں کا تارانام محمد
دل کا اجالانام محمد

7.(أَحمَدُ)

یہ تعریف کی ایک برتری ہے، یعنی بہت زیادہ حمد وثناء، یہی وہ نام ہے جس کی انجیل میں تبلیغ کی گئی تھی، اور یہ وہ نام ہے جس کا ذکر موسیٰ علیہ السلام نے کیا تھا، جب انہوں نے اپنی قوم کو بھی اس کی تبلیغ کی تھی، اور سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سوائے احمد کے نام کے کسی اور نام سے نہیں کیا اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی نام سے جانتے تھے، خاص طور پر جب آپ نے اعلان نبوت ورسالت کیا، اس لیے کہ وہ ان کی دعوت کے وقت ان کے لیے مخصوص کیا گیا تھا۔ اور لوگوں میں سے کسی نے اس میں شرکت نہیں کی، اس لیے جب اس کا ذکر کیا گیا تو وہ کسی اور کے لیے نہیں تھا۔

8.(اَلمَاحِي)

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے کفر کو مٹادیا ہے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (میں وہ مٹانے والا ہوں جس کے ذریعہ خدا نے کفر کو مٹادیا) کہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت بھیجا تھا۔ جب شرک عروج پر تھا، اور دیوتاؤں کی تعداد بڑھ گئی تھی تو خدا کے رسول کا مشن ان سب چیزوں کو عبور کرنا اور اور کفر وشرک کو مٹانا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ماحی ہیں جن کے ذریعہ خدا ان لوگوں کے گناہوں کو مٹادیتا ہے جو آپ پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کی پیروی

کرتے ہیں۔ اور ان کے ان گناہوں کو بھی معاف کر دیتا ہے جو انہوں نے اسلام قبول نہ کرنے کی صورت (یعنی قبول اسلام سے پہلے) میں کیے تھے۔

9.(اَلْحَاشِرُ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاشر ہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے میدان محشر میں لوگ جمع ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو سب سے پہلے مزار پر انوار سے اٹھایا جائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سب سے پہلے میدان محشر کی طرف چلیں گے۔ اور آپ ہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے لوگ میدان محشر میں جمع ہوں گے۔

10.(اَلْعَاقِبُ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عاقب ہیں۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کا باب بند ہو چکا ہے۔ اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ.

اسی آیت میں ان لوگوں کا منہ توڑ جواب ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انبیاء علیہم السلام الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کو ممکن کہتے ہیں یہ صریح کفر ہے اور آیت کریمہ کا انکار ہے۔ اللہ تعالیٰ ان ایمان کے لٹیروں سے ہماری حفاظت فرمائے۔ ہمارے عقائد کو سلامت رکھے اور ہمیں اہل سنت وجماعت پر استقامت فرمائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ سے فیوض وبرکات حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

سرورِ کائنات، حضور سیّدُ المرسلین، خاتمُ النبیین صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم اللہ پاک کی سب سے بڑی نعمت اور وجہِ تخلیقِ کائنات ہیں۔ حدیثِ قُدسی ہے: لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا یعنی اے محبوب! اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا پیدا نہ فرماتا۔



فتنوں کے دور میں سیرتِ نبوی مشعلِ راہ ہے



دانیال سہیل عطاری مدنی (اٹک، پنجاب پاکستان)

دنیا ہمیشہ سے حق و باطل کے معرکوں سے دوچار رہی ہے، لیکن کچھ ادوار ایسے ہوتے ہیں جن میں فتنے شدت اختیار کر لیتے ہیں، اور حق و باطل کی تمیز دھندلا جاتی ہے۔ ایسے ہی دور کے بارے میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

"يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ، وَيَنْقُصُ الْعِلْمُ، وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ، وَيُلْقَى الشُّحُّ، وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ، قِيلَ: وَمَا الْهَرْجُ؟ قَالَ: الْقَتْلُ الْقَتْلُ"

ترجمہ: "زمانہ قریب آجائے گا، علم کم ہو جائے گا، فتنے ظاہر ہوں گے، بخل ڈال دیا جائے گا، اور "ھرج" بڑھ جائے گی۔ پوچھا گیا: ہرج کیا ہے؟ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: قتل و غارت گری۔" (صحیح بخاری: 7068)

آج کا دور انہی پیشین گوئیوں کا مَظہَر معلوم ہوتا ہے۔ فتنے نہ صرف عقائد و افکار میں بلکہ معاشرت، معیشت، سیاست اور اخلاقیات میں بھی سرایت کر چکے ہیں۔ ہر طرف بے یقینی، اضطراب، فکری انتشار اور دینی کمزوری نمایاں ہے۔ ایسے میں اگر کوئی راہ نجات ہے تو وہ صرف اور صرف سیرتِ طیبہ ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حیاتِ طیبہ ہر فتنے کا توڑ اور ہر اندھیرے میں روشنی ہے۔

▪ سیرتِ نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جامعیت اور اسوۂ حسنہ

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا﴾ (سورۃ الاحزاب: 21) ترجمہ: "یقیناً رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذات تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے، اس شخص کے لیے جو اللہ سے اور یومِ آخرت سے امید رکھتا ہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہو۔"

اس آیتِ کریمہ میں یہ حقیقت واضح کی گئی کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اسوۂ حسنہ ہر زمانے اور ہر انسان کے لیے نمونہ ہے، خاص طور پر ایسے ادوار میں جب دین پر چلنا مشکل ہو جائے اور فتنوں کا غلبہ ہو۔ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سیرت نہ صرف عبادات بلکہ معاملات، معاشرت، سیاست، جنگ، صلح، تبلیغ، معاشی نظام اور اخلاقیات میں بھی کامل نمونہ ہے۔

▪ فتنوں میں فکری رہنمائی

فتنوں کے زمانے میں انسان ذہنی الجھاؤ کا شکار ہو جاتا ہے۔ کیا صحیح ہے؟ کیا غلط؟ کس کی پیروی کی جائے؟ ایسے میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وہ حدیث مشعل راہ ہے، جس میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

"فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا، وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ" (سنن ابی داوٗد: 4607) ترجمہ: "بے شک تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا، وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھے گا، تو تم پر لازم ہے کہ میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت کو لازم پکڑو، اسے مضبوطی سے تھام لو، اور دانتوں سے پکڑ لو۔" یہ حدیث اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ فتنوں کے دور میں سنتِ نبوی ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی پیروی ہی نجات کا راستہ ہے۔ یہی وہ بنیاد ہے جو ہر قسم کے فتنہ انگیز نظریات، بدعات اور گمراہیوں سے بچاتی ہے۔

▪ اخلاقی و معاشرتی بگاڑ کا حل — سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں

فتنے صرف عقائد اور افکار تک محدود نہیں ہوتے، بلکہ معاشرتی اور اخلاقی سطح پر بھی ان کا اثر گہرا ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں بے حیائی، مادہ پرستی، خود غرضی، خاندانی نظام کی تباہی، حلال و حرام کی تمیز کا ختم ہونا ایک عام منظر ہے۔

فتنہ صرف سیاسی یا فکری گمراہی کا نام نہیں، بلکہ جب معاشرہ اپنے اخلاقی اصولوں کو کھو بیٹھے، جب خیر و شر کا پیمانہ بدل جائے، جب حیا بے حیائی میں بدل جائے، جب رشتے ٹوٹنے لگیں، جب والدین کی اطاعت معیوب اور نفسانی خواہشات قابلِ فخر بن جائیں، تو وہ معاشرہ درحقیقت فتنہ کی آخری سطح پر پہنچ چکا ہوتا ہے۔ یہی حال آج کے دور کا ہے، جس میں جدیدیت، مادہ پرستی اور آزاد خیالی کے نام پر معاشرتی و اخلاقی اقدار کو پامال کیا جا رہا ہے۔ مغرب کی اندھی تقلید اور دین سے دوری نے امت کو ایسی راہوں پر ڈال دیا ہے جہاں سے واپسی صرف سیرتِ طیبہ ﷺ کے اتباع سے ہی ممکن ہے۔

▪ بے حیائی کا پھیلاؤ اور سیرتِ نبوی ﷺ کی تعلیم

قرآن مجید میں بے حیائی کے پھیلاؤ پر سخت وعید ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾ (سورۃ النور: 19) ترجمہ: "جو لوگ چاہتے ہیں کہ اہلِ ایمان میں بے حیائی پھیلے، ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے معاشرے میں حیا کو بنیادی اخلاق قرار دیا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: "إِنَّ لِكُلِّ دِينٍ خُلُقًا، وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ" (سنن ابن ماجہ: 4181) ترجمہ: "ہر دین کی ایک خصلت ہوتی ہے، اور اسلام کی خصلت حیا ہے۔"

سیرتِ نبوی ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے خواتین، مرد، بچوں، نوجوانوں، سب میں حیا کو عام کیا۔ آپ ﷺ کی مجلسوں میں پاکیزگی کا ماحول ہوتا، نگاہوں کی حفاظت کی تعلیم دی جاتی، حتیٰ کہ لباس، گفتگو اور چلنے کے انداز میں بھی حیا سکھائی جاتی۔

▪ خاندانی نظام کی تباہی اور سیرتِ نبوی ﷺ کا حل

آج خاندانی نظام بکھر چکا ہے۔ والدین اور اولاد میں دوری، طلاق کا بڑھتا رجحان، میاں بیوی کے جھگڑے اور خاندانوں کی تقسیم —یہ سب اخلاقی پستی کے مظاہر ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت ان تمام مسائل کا بہترین حل فراہم کرتی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي "(سنن ترمذی: 3895) ترجمہ: "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو، اور میں تم سب سے بڑھ کر اپنے اہل کے لیے بہتر ہوں۔"

سیرت میں ہمیں مثالی شوہر، شفیق باپ، اطاعت گزار بیٹا اور عدل کرنے والا سربراہ ملتا ہے۔ اگر ان نمونوں کو اپنایا جائے تو خاندانی بگاڑ کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

▪ جھوٹ اور خیانت کا علاج

جھوٹ، فریب، وعدہ خلافی اور خیانت معاشرے کو اندر سے کھوکھلا کر دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ "(صحیح بخاری: 33) ترجمہ: "منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، اور جب امانت دی جائے تو خیانت کرے۔"

رسول اللہ ﷺ کو صادق و امین کہا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے عملی زندگی میں صدق، دیانت، وعدہ وفائی اور شفافیت کو اس طرح نافذ کیا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کو ہر معاملے میں مکمل اعتماد کے لائق سمجھتے تھے۔

▪ معاشی بددیانتی اور حرص کا علاج

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا:

" عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ أَمِنَ الْحَلَالِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ "(صحیح بخاری: 2059) ترجمہ: "ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ انسان کوئی پرواہ نہیں کرے گا کہ جو اس نے حاصل کیا ہے وہ حلال سے ہے یا حرام سے ہے۔"

آج رشوت، سود، دھوکہ دہی، ملاوٹ، ناجائز منافع خوری عام ہو چکی ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ میں تجارت کو عبادت کا درجہ دیا گیا بشرطیکہ اس میں امانت، دیانت، اور عدل ہو۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے: "التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ، وَالصِّدِّيقِينَ، وَالشُّهَدَاءِ "(سنن ترمذی: 1209) ترجمہ: "سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا۔"

آپ ﷺ نے معاشی انصاف کو مدینہ کی ریاست میں بنیاد بنایا۔ سود کو قطعی حرام قرار دیا، مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری دینے کا حکم دیا، اور مال میں برکت کو حلال کمانے سے مشروط کیا۔

▪ عمومی اخلاقی اقدار کی بحالی

اخلاقیات صرف سچ بولنا یا کسی کو سلام کرنا نہیں، بلکہ وہ وسیع نظامِ حیات ہے جو دوسروں کے حق میں نرمی، رحم، عدل، حلم، انکساری، معافی اور حسنِ سلوک پر مبنی ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ" (صحیح بخاری: 7376) ترجمہ: "جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔"

آپ ﷺ نے بچوں، خواتین، غلاموں، دشمنوں حتیٰ کہ جانوروں کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کی تعلیم دی۔ غصے پر قابو، غیبت سے اجتناب، صبر و تحمل، خوش اخلاقی اور حسنِ ظن آپ ﷺ کی سیرت کے نمایاں پہلو ہیں۔

اخلاقی و معاشرتی بگاڑ در حقیقت فکری و روحانی کمزوری کا نتیجہ ہے، جس کا علاج صرف سیرتِ طیبہ ﷺ کی روشنی میں ممکن ہے۔ اگر امت مسلمہ فرداً فرداً آپ ﷺ کے اخلاقِ حسنہ کو اپنائے، معاشرت میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو نافذ کرے، تو وہ زمانہ لوٹ سکتا ہے جس کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ" (مسند احمد: 24601) ترجمہ: "آپ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا۔"

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ اخلاقِ نبوی ﷺ کو مروجہ نظام کا جزو بنایا جائے، اسکولوں، گھروں، میڈیا، سیاست، تجارت اور ہر میدان میں سیرتِ رسول اللہ ﷺ کو مرکزِ اصلاح بنایا جائے۔ یہی وہ طریقہ ہے جو فتنے کے ہر دروازے کو بند کر سکتا ہے۔

▪ فتنوں کا اجتماعی و سیاسی توڑ — سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو ایک منظم، متحد اور اعلیٰ فکری، اخلاقی و سیاسی شعور سے مزین امت بنایا ہے۔ لیکن جب امت سیرتِ رسول اللہ ﷺ سے دور ہو جاتی ہے، اور وقتی جذبات، نفسانی خواہشات اور تعصبات غالب آجاتے ہیں، تو امت کی وحدت پارہ پارہ ہو جاتی ہے۔ یہی فتنہ ہے جو آج پوری امتِ مسلمہ کو گھیرا ہوا ہے۔

دورِ جدید میں امتِ مسلمہ کو جن فتنوں کا سامنا ہے ان میں سب سے خطرناک فتنہ اجتماعی بگاڑ اور سیاسی انتشار کا ہے۔ یہ وہ فتنے ہیں جن سے نہ صرف افراد متاثر ہوتے ہیں بلکہ پوری امت کی بنیادیں ہل جاتی ہیں۔

ایسے ادوار میں سیرتِ نبوی ﷺ مشعلِ راہ بن کر ابھرتی ہے، جو ہمیں نہ صرف ان فتنوں کی شناخت کرنا سکھاتی ہے، بلکہ ان کے تدارک کا مکمل لائحہ عمل بھی پیش کرتی ہے۔

▪ فتنوں کے دور میں سیاسی شعور کی زوال پذیری

فتنے ہمیشہ فکری، روحانی، اخلاقی اور سیاسی سطح پر وار کرتے ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ کاری ضرب سیاسی اور اجتماعی شعور پر ہوتی ہے۔ امت کے افراد فرقوں میں بٹ جاتے ہیں، ایک دوسرے کو کافر، فاسق اور بدعتی قرار دیتے ہیں، اور پھر اس فکری فساد سے اجتماعی زوال جنم لیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی تھی کہ: "إِنَّ النَّاسَ كَانُوا يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ، مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي..." (صحیح بخاری:3606)

ترجمہ: "لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے بارے میں سوال کا کرتے تھے، اور میں آپ ﷺ سے شر کے بارے میں سوال کرتا تھا، اس خوف سے کہ کہیں وہ مجھے جانہ لے۔"

(راوی: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ) یہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی بصیرت تھی کہ وہ خیر کے ساتھ ساتھ فتنے کے ممکنہ اسباب اور علامات کو بھی سمجھنا چاہتے تھے۔ آج ہمیں اسی طرح کے شعور کی ضرورت ہے کہ ہم فتنے کی شکلوں کو پہچانیں، تاکہ ان سے بچنے کے لیے سیرتِ نبوی ﷺ سے رہنمائی حاصل کر سکیں۔

▪ سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں وحدتِ امت کی بنیادیں

رسول اللہ ﷺ کی پوری حیاتِ طیبہ وحدت، اخوت، اتفاق اور اجتماعیت کے اصولوں پر استوار تھی۔ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات کا رشتہ قائم کیا۔ پھر اوس و خزرج جیسے برسوں کے دشمن قبائل کو ایک بھائی چارے میں جوڑا۔

قرآنِ کریم کی یہ آیت آپ ﷺ کے اس مشن کی عکاسی کرتی ہے: ﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ (سورۃ آلِ عمران:103)

ترجمہ: "اور اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔

رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ امت کی وحدت کو اولین ترجیح دی، حتیٰ کہ بسا اوقات بعض فتنہ پرور افراد کے بارے میں کوئی کارروائی اس لیے ملتوی فرمادی کہ کہیں اس سے مسلمانوں میں انتشار نہ پھیل جائے۔

▪ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت اور سیاسی اعتدال

رسول اللہ ﷺ نے فتنوں کے زمانے میں عمل کی راہ یہی بتائی کہ سنتِ نبوی ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے طریقے کو لازم پکڑا جائے۔

"فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا، وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ"

ترجمہ: "تم پر لازم ہے کہ میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت کو لازم پکڑو، اسے مضبوطی سے تھامو، اور دانتوں سے پکڑ لو۔" (سنن ابی داؤد:4607)

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا دور سیاسی عدل، مشاورت، اخوت، شفافیت اور رعایا کے حقوق کے تحفظ کا مظہر تھا۔ جب بھی کوئی فتنہ نمودار ہوا، انہوں نے اسے سنت اور شریعت کی بنیاد پر دور کیا۔

▪ مسلمان حکمرانوں کے خلاف بغاوت کا مسئلہ

موجودہ دور میں ایک بڑا فتنہ مسلمانوں کو اپنے حکمرانوں سے نفرت اور ان کے خلاف بغاوت پر اکسانا ہے۔ سوشل میڈیا، فتنہ پرور تحریکیں اور سیاسی مفاد پرست عناصر امت کو ریاستی نظم سے کاٹ کر انارکی کی طرف دھکیل رہے ہیں۔

حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا واضح حکم ہے: "اس وقت بھی تم اپنے امام (حکمران) کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو، چاہے وہ تمہاری پیٹھ پر کوڑے مارے اور تمہارا مال لے لے۔" (صحیح مسلم: 1847)

یہ اس وقت ہے جب حکمران گناہگار ہو، لیکن نظام کو توڑنا اس سے بھی بڑا گناہ ہے، کیونکہ اس سے امت میں خوں ریزی، فتنہ، بغاوت اور طاغوتی قوتوں کی تقویت جنم لیتی ہے۔

▪ فتنوں کے وقت صبر، کنارہ کشی اور حق پر استقامت

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اگر ہم ایسے فتنے میں پھنس جائیں جہاں نہ کوئی جماعت ہو اور نہ کوئی امام؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ، حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ" (صحیح بخاری: 3606)

ترجمہ: "ان تمام فرقوں سے کنارہ کش ہو جا، خواہ تجھے درخت کی جڑ چبانی پڑے، یہاں تک کہ موت تجھے اسی حال میں آلے۔"

یہ وہ اسلوبِ نبوی ﷺ ہے جو فتنوں کے وقت جذباتیت، بغاوت، جلد بازی اور گروہ بندی کی جگہ صبر، استقامت، اور اصلاحِ نفس پر زور دیتا ہے۔

▪ نظامِ شوریٰ اور مشورے کی اہمیت

سیاسی فتنوں کے حل کے لیے رسول اللہ ﷺ نے نظامِ شوریٰ کو رائج کیا۔ قرآن میں فرمایا گیا:

﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ (سورۃ آلِ عمران: 159)

رسول اللہ ﷺ غزوات، صلح، ہجرت، ریاستی معاملات، معاہدات، حتیٰ کہ خاندانی مسائل میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرمایا کرتے۔ شوریٰ کا یہ عمل امت کو آمریت، مطلق العنانیت اور سیاسی جبر سے بچاتا ہے۔

▪ سیرت ﷺ سے اجتماعی و سیاسی نجات کا راستہ

آج اگر ہم انتشار، فرقہ واریت، خوں ریزی، اور سیاسی انارکی سے نکلنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے سیاسی، اجتماعی اور ریاستی رویوں میں سیرتِ نبوی ﷺ کو نافذ کرنا ہو گا۔

سیرت ہمیں سکھاتی ہے کہ:

1. امت کی وحدت سب سے مقدم ہے۔

. فتنوں میں صبر اور دور اندیشی اپنانی چاہیے۔

3. اہل علم کی رہنمائی اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت لازم پکڑنی چاہیے۔

4. حکمرانوں کے ظلم پر اصلاح کی نرمی، صبر، اور دعا کا راستہ اختیار کیا جائے، نہ کہ بغاوت و فتنہ کا۔

5. شوریٰ، عدل، شفافیت اور تقویٰ، سیاسی قیادت کے اصول ہوں۔

امتِ مسلمہ نے جب تک سیرتِ رسول اللہ ﷺ کو اپنی سیاسی و اجتماعی زند کا محور بنایا، تب تک عزت، غلبہ، عدل اور قیادت اس کا مقدر بنی۔ اور جب سیرت کو کتابوں میں بند کر دیا گیا، تو فتنوں نے اندر سے کھوکھلا کر دیا۔

لہٰذا آج ضرورت اس امر کی ہے کہ:

- ہم سیرتِ نبوی ﷺ کو نصاب، نظام اور نفوس میں زندہ کریں۔
- نوجوان نسل کو سیاسی جذبات سے نکال کر سیرت کے سیاسی شعور سے روشناس کرائیں۔
- ریاست، خطبہ، تعلیم، اور ابلاغ کے ہر میدان میں اسوۂ نبوی ﷺ کو نافذ کریں۔

کیونکہ یہی وہ سیرت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ (سورۃ الأنبياء: 107)

ترجمہ: "اور (اے نبی ﷺ) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

اور یہی وہ رحمت ہے جو ہر فتنہ کے اندھیرے میں واحد روشنی ہے۔

اختتامیہ

فتنوں کے اس عالمگیر دور میں جہاں فکری انتشار، اخلاقی زوال، معاشرتی بگاڑ، دینی کمزوری، اور سیاسی انتشار نے امتِ مسلمہ کی جڑیں کمزور کر دی ہیں، وہاں سیرتِ نبوی ﷺ ایک ایسا جامع، ہمہ گیر، اور ہر زمان و مکان کے لیے موزوں حل فراہم کرتی ہے جس سے ہٹ کر کوئی نجات ممکن نہیں۔ سیرتِ طیبہ نہ صرف انفرادی تزکیہ کا ذریعہ ہے بلکہ اجتماعی اصلاح، فکری رہنمائی، اخلاقی بالیدگی، اور سیاسی بصیرت کا مکمل ماڈل بھی ہے۔

سیرتِ رسول اللہ ﷺ ہمیں یہ تعلیم دیتی ہے کہ فتنے جب عام ہوں، حق چھپ جائے، جھوٹ کو سچ بنا کر پیش کیا جائے، اور امت تذبذب کا شکار ہو، تو ایسے وقت میں صبر، تمسک بالسنت، علمی رہنمائی، اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کو مضبوط کرنا ہی فتنوں کا اصل توڑ ہے۔ آپ ﷺ نے ہمیں فتنوں میں کنارہ کشی کی حکمت، حکمرانوں کے ساتھ معاملات میں صبر و حکمت، اور امت کی وحدت کو فوقیت دینے کے اصول سکھائے۔ تحقیقی جائزہ یہ بتاتا ہے کہ سیرتِ نبوی ﷺ کا ہر پہلو، خواہ وہ اخلاق ہو، عبادات ہوں، معیشت ہو یا سیاست، ایک مربوط اور فطری نظامِ حیات پیش کرتا ہے جو فتنہ کے ہر رنگ اور ہر سطح کے خلاف ڈھال بن سکتا ہے۔ سیرت کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ وہ انسان کو صرف ظاہر کی اصلاح پر نہیں بلکہ باطن کی تربیت پر بھی توجہ دیتی

ہے، تاکہ شخصیت کا ظاہری و باطنی توازن قائم رہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سیرتِ طیبہ کو صرف مطالعے یا تقریر کی سطح پر نہ رکھیں، بلکہ اسے نظامِ تعلیم، نظامِ عدالت، نظامِ معیشت، نظامِ حکومت اور نظامِ معاشرت کا عملی مرکز بنائیں۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت سے ہمیں علم و عمل، صبر و استقامت، عفو و درگزر، اور عزت و غیرت کے وہ اصول ملتے ہیں جن پر چل کر امتِ مسلمہ ایک بار پھر فتنوں سے محفوظ ہو کر عزت، اتحاد، اور فلاح کی راہ پر گامزن ہو سکتی ہے۔

پس یہ کہنا بجا ہے کہ

"فتنوں کے دور میں سیرتِ نبوی ﷺ
صرف مشعلِ راہ نہیں، بلکہ نجاتِ امت
کا واحد حقیقی راستہ ہے۔"

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم دراصل اُس عظیم نعمتِ الٰہی کی یاد دہانی ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسانیت پر فرمائی۔ آپ ﷺ کی بعثت نے انسان کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی راہ دکھائی اور دلوں میں علم، یقین اور اخلاق کے چراغ روشن کیے۔ یہ دن ہمیں یہ پیغام دیتا ہے کہ ہم محض زبانی دعوؤں پر اکتفا نہ کریں بلکہ اپنی زندگی کو سیرتِ طیبہ کے سانچے میں ڈھالیں۔ اگر ہم اخوت، صداقت، دیانت اور عدل کو اپنا شعار بنالیں تو معاشرہ امن و سکون کا گہوارہ بن سکتا ہے۔ میلاد النبی ﷺ کا حقیقی تقاضا یہی ہے کہ ہم اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی میں آپ ﷺ کے عملی نمونے کو اپنائیں اور دنیا کے سامنے اسلام کی خوبصورت تصویر پیش کریں۔



حضور جانِ دو عالم ﷺ کے مکارم اخلاق

احمد رضا چشتی

زندگیاں بیت گئیں اور قلم ٹوٹ گئے
تیرے اوصاف کا ایک باب بھی پورا نہ ہوا

کائناتِ ارض و سماں میں سب سے اعلیٰ و ارفع ہستی محبوب رب العالمین، سید المرسلین، خاتم النبیین رحمۃ للعالمین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کے اوصاف حمیدہ اور اخلاقِ حسنہ کے بارے میں کچھ لکھتے وقت نہ صرف تنگ داماں کا احساس ہوتا ہے بلکہ ایسا قلم کہاں سے لائیں جو تاجدار کائنات کے اوصاف قلمبند کر سکے ایسے الفاظ کہاں سے ڈھونڈیں جن سے مدحت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق ادا ہو سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی انسانی تاریخ کا وہ عظیم ترین نمونہ ہے جو اخلاقیات کی بلندیوں کو چھوتا ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی ہر پہلو سے ایک کامل اور مکمل رہنما ہے، جو نہ صرف مسلمانوں بلکہ پوری انسانیت کے لیے مشعل راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپ ﷺ کو "اسوہ حسنہ "یعنی بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللهَ كَثِيرًا" (سورۃ الاحزاب: 21)۔ اس آیت سے واضح ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ میں ہر وہ اخلاقی قدر موجود ہے جو انسانی معاشرے کو مثالی بنانے کے لیے ضروری ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعثت کا مقصد ہی اخلاق کی تکمیل قرار دیتے ہوئے فرمایا: "إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ "یعنی "میں تو صرف اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاق کی اچھائیوں کو مکمل کروں "(الموطا کتاب حسن الخلق، ص:756)

۔یہ حدیث آپ ﷺ کے اخلاقی کردار کی بنیاد کو واضح کرتی ہے۔

ایک صحابی اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور پوچھا: اُم المؤمنین! ہمیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں بتائیں۔ آپؓ اس سے مخاطب ہو کر فرماتی ہیں: اَ مَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ آقا علیہ السلام کے اخلاق حسنہ کے بارے میں پوچھنے والے! پہلے یہ تو بتاؤ کہ کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا؟ کان خلقه القرآن. اخلاقِ مصطفی ہی تو قرآن ہے۔ (مسند احمد 6: 91، الرقم: 24645)

تین چیزیں ہیں جن سے کسی انسان کے خلق اخلاق کا پتہ چلتا ہے: 1۔ زبان 2۔ دل 3۔ دیگر اعضاء بدن

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم زبان میں بھی سب سے پاکیزہ دل کے اعتبار سے بھی سب سے ستھرے اور باقی اعضاء مبارکہ کے حوالے سے بھی سب سے بڑھ کر اچھے اخلاق والے تھے۔ 1۔زبان حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں:

(لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ لاَ فَاحِشًا وَلاَ لَعَّانًا وَلاَ سَبَّابًا كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ: مَالَهُ تَرِبَ جَبِينُهُ) [صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب صفة النبي صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (3559)] "کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نہ فحش گو تھے نہ لعنت کرنے والے تھے اور نہ ہی گالی گلوچ کرتے تھے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ناراضگی کے وقت فرمایا کرتے اسے کیا ہے؟ اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔" 2۔دل:

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دلی خوبیاں دلی جذبات واحساسات اور تمام دلی خصلتیں انتہائی باکمال اور بے مثال لاجواب انوکھی منفرد اور اعلی تھیں شجاعت، رحم دلی، ہمدردی وخیر خواہی، حیاو تقویٰ وغیرہ میں بے مثال تھے

3۔دیگر اعضاء مبارکہ ہاتھ یاؤں وغیرہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نہ کبھی کسی جاندار چیز کو (یعنی مرد کو) نہ کسی عورت کو اور نہ ہی کسی خادم کو اپنے ہاتھ کے ساتھ مارا البتہ اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے (کوئی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہاتھوں مارا جاتا) اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی شخص سے بھی آپ کو کچھ تکلیف پہنچی ہو اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس سے انتقام لیا ہو۔ البتہ جب اللہ تعالی کی حرمتوں کو پامال کیا جاتا تو پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ تعالی کی رضا کے لیے انتقام لیتے تھے۔[صحيح البخاري كتاب المناقب باب صفة النبي بور، رقم: 3560 ومسلم 6045] حرف آخر

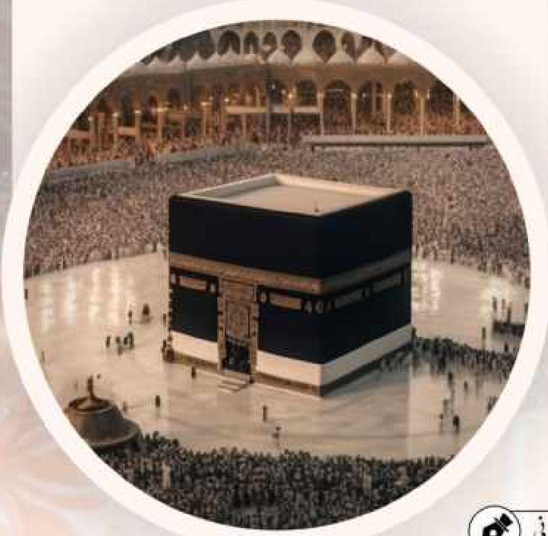
آج اول تو ہم بد اخلاق ہو چکے ہیں۔ ہمارے کردار واخلاق میں بھلائی اور اچھائی نہیں رہی۔ اور اگر اخلاق کا کچھ حصہ ہمارے پاس ہے تو وہ بھی جزوی اور جانبدارانہ کسی کا اخلاق دوستوں کے لیے باقیوں کے لیے بداخلاقی کسی کا اخلاق بیوی کے لیے اور ماں باپ سے لڑائی کسی کا اخلاق رشتہ داروں کے لیے اجنبیوں سے ناراضگی۔ کسی کا اخلاق اپنے گھر والوں کے لیے باہر والوں سے غصہ اور کسی کا اخلاق باہر والوں سے اور گھر میں بد اخلاقی

لیکن امام الانبیاء شافع محشر، حضور جانِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایسے خلق عظیم کے مالک تھے کہ آپ کا اخلاق اپنوں بیگانوں دوستوں اجنبیوں گھر والوں اور باہر والوں سب کے لیے تھا اور آپ کا اخلاق تمام امور زندگی میں بے مثال اور عمدہ تھا۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اگر غصے کا اظہار کرتے تو وہ بھی برموقع، آپ اگر ناراض ہوتے تو وہ بھی انتہائی مناسب، آپ اگر ڈانٹتے تو وہ بھی انتہائی موزوں اور آپ اگر کبھی کوئی سخت بات کرتے تو وہ بھی ضرورت کے عین مطابق غرضیکہ آپ کی ہر اک ادا پیاری اور موقع کے مناسب وموافق تھی۔

اور ایسا کیوں نہ ہوتا؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تو قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کے لیے بہترین اسوہ نمونہ اور مشعل ہدایت ہیں۔

فتح مکہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کریمانہ انداز



مولانا زوہیب علی مدنی

اسلام میں فتح مکہ کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ فتح مکہ کوئی بیٹھے بیٹھے اچانک رونما نہیں ہوا بلکہ یہ صلح حدیبیہ کا ہی پھل تھا کہ اتنی جلدی فتح مکہ حاصل ہوئی۔ فتح مکہ 20 رمضان 8 ہجری کو واقع ہوا اور اس کا سبب صلح حدیبیہ سے قریش کا انحراف کرنا تھا۔ جو معاہدہ طے پایا تھا اسے انہوں نے توڑ دیا، اسی کے نتیجے میں فتح مکہ کا وجود میں آیا۔

فتح مکہ پر جہاں بہت سارے نظارے دیکھنے کو ملے وہاں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے حسنِ اخلاق اور اندازِ کریمانہ بھی دیکھنے کو ملے۔

فتح مکہ کے دن وہ لوگ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے سامنے موجود تھے جنہوں نے آپ کو تکالیف دیں، یہاں تک کہ مکہ چھوڑ کر جانا پڑا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اصحاب کو اذیتیں دیں، حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تپتی ریت پر لٹا دیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی تکالیف اصحابِ رسول کو دی جاتی تھیں حتی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمادی۔

قریش کی تکالیف میں سے ایک بڑی وجہ جس کے سبب صلح حدیبیہ وجود میں آئی وہ یہ تھی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا گیا اور عمرہ کرنے نہیں دیا گیا۔ اس پر صلح حدیبیہ ہوئی اور پھر اسی صلح حدیبیہ کی بدولت نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اگلے سال عمرہ کیا۔ اسی صلح حدیبیہ کے اندر ایسی شرائط بھی تھیں جو بظاہر مسلمانوں کے خلاف تھیں،

لیکن ان شرائط کو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے حکمت بھرے انداز میں قبول کیا۔ یہ اس بات کی اہم کڑی ہے کہ اسی کے نتیجے میں فتح مکہ جلد ہی نصیب ہوگئی۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی کمال حکمتِ عملی، دور اندیشی اور نگاہِ نبوت سے مکہ بہت جلد فتح ہوگیا۔

فتح مکہ کے دن قریش میں سے وہ لوگ جو نبی علیہ الصلوۃ والسلام اور آپ کے اصحاب کو اذیتیں دیتے تھے، آج حضور کی بارگاہ میں مجرموں کی حیثیت سے کھڑے تھے۔ لیکن نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ان پر کمال شفقت فرمائی اور اپنے کریم دامن میں سب کو سمیٹ لیا۔

بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ جب نبی علیہ الصلوۃ والسلام مکہ کے لیے روانہ ہوئے تو اہل قریش کو اس بات کی خبر ہوگئی۔

چناں چہ ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں معلومات کے لیے مکہ سے نکلے۔ یہ لوگ چلتے چلتے مقام مر الظہران پر جب پہنچے تو انہیں جگہ جگہ آگ جلتی ہوئی دکھائی دی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مقام

عرفات کی آگ ہے۔ ابو سفیان نے کہا یہ آگ کیسی ہے؟ یہ عرفات کی آگ کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ اس پر بدیل بن ورقاء نے کہا کہ یہ بنی عمرو (یعنی قباء کے قبیلے) کی آگ ہے۔ ابو سفیان نے کہا کہ بنی عمرو کی تعداد اس سے بہت کم ہے۔ اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظ دستے نے انہیں دیکھ لیا اور ان کو پکڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالی عنہ نے اسلام قبول کر لیا اس کے بعد جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آگے (مکہ کی طرف) بڑھے تو عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابو سفیان کو ایسی جگہ پر روکے رکھو جہاں گھوڑوں کا جاتے وقت ہجوم ہو تا کہ وہ مسلمانوں کی فوجی قوت کو دیکھ لیں۔ چناں چہ عباس رضی اللہ عنہ انہیں ایسے ہی مقام پر روک کر کھڑے ہو گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبائل کے دستے ایک ایک کر کے ابو سفیان کے سامنے سے گزرنے لگے۔ ایک دستہ گزرا تو انہوں نے پوچھا: عباس! یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ قبیلہ غفار ہے۔ ابو سفیان نے کہا کہ مجھے غفار سے کیا سروکار، پھر قبیلہ جہینہ گزرا تو ان کے متعلق بھی انہوں نے یہی کہا، قبیلہ سلیم گزرا تو ان کے متعلق بھی یہی کہا۔ آخر ایک دستہ سامنے آیا۔ اس جیسا فوجی دستہ نہیں دیکھا گیا ہو گا۔ ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ انصار کا دستہ ہے۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اس کے امیر ہیں اور انہیں کے ہاتھ میں انصار کا عَلم ہے۔ فقال سعد بن عبادة: یا ابا سفیان، الیوم یوم الملحمة، الیوم تستحل الكعبة. سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ابو سفیان! آج کا دن قتل عام کا دن ہے۔ آج کعبہ میں بھی لڑنا درست کر دیا گیا ہے۔ ابو سفیان رضی اللہ عنہ اس پر بولے: اے عباس! قریش کی ہلاکت و بربادی کا دن اچھا آلگا ہے۔ پھر ایک اور دستہ آیا یہ سب سے چھوٹا دستہ تھا۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عَلم زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اٹھائے ہوئے تھے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابو سفیان کے قریب سے گزرے تو انہوں نے کہا آپ کو معلوم نہیں؟ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کیا کہہ گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ تو ابو سفیان نے بتایا کہ یہ یہ کہہ گئے ہیں کہ آپ قریش کا کام تمام کر دیں گے۔ یعنی آج بدلے کا دن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سعد نے درست نہیں کہا ہے بلکہ آج کا دن وہ ہے جس میں اللہ کعبہ کی عظمت اور زیادہ کر دے گا۔ آج کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا۔ (بخاری شریف۔ حدیث نمبر 4280)

ذرا دیکھئے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے کریمانہ انداز کو کہ آپ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ کے کہے ہوئے جملے کو رد کر دیا اور فرمایا کہ سعد نے درست نہیں کہا بلکہ آج کا دن بدلے کا دن نہیں ہے۔ گویا نبی علیہ الصلوۃ والسلام کرم فرمانے والے ہیں۔ آپ نے حضرت ابو سفیان کو فرمایا کہ آج کعبہ کی عظمت کو بڑھایا جائے گا۔

اسی بات کی مزید وضاحت اگلی احادیث سے ہوتی ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ مکہ کو اللہ نے حرم قرار دے دیا ہے اور اس میں کسی قسم کا قتل وغارت جائز نہیں۔

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے مکہ سے متعلق ارشاد فرمایا حدیث کے الفاظ ہیں: " ان اللہ حبس عن مکۃ الفیل وسلط علیھم رسولہ والمؤمنین الا وإنھا لم تحل لاحد قبلی ولا تحل لاحد بعدی الا وإنما احلت لی ساعۃ من نھار ." "اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ سے ہاتھیوں کے (شاہ یمن ابرہہ کے) لشکر کو روک دیا تھا لیکن اس نے اپنے رسول اور مومنوں کو اس پر غلبہ دیا۔ ہاں یہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں ہوا تھا اور نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہو گا اور میرے لیے بھی دن کو صرف ایک ساعت کے لیے۔" (مسلم حدیث نمبر 6880)

اسی حدیث میں آگے ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے مکہ میں ہر چیز کو کاٹنے سے منع فرمادیا۔ البتہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذخر نامی گھاس کی اجازت طلب کی کیوں کہ اس کا استعمال گھروں اور قبروں میں کیا جاتا تھا، تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کی اجازت مرحمت فرمادی۔ (مسلم حدیث نمبر 6880)

اندازہ کیجیے، کیسا کریمانہ انداز ہے کہ جس حرم میں ہر چیز کاٹنے سے منع کر دیا گیا تھا وہاں نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے امت پر شفقت فرماتے ہوئے صرف اذخر گھاس کو اس لیے جائز رکھا کہ اس کا استعمال ضروری تھا اور اگر اس کی اجازت نہ دی جاتی تو امت مشقت میں پڑ جاتی۔ فتح مکہ کے دن نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے عام معافی کا اعلان فرمایا۔ حتیٰ کہ یہاں تک فرمادیا کہ جو جو کوئی ابوسفیان کے گھر میں چلا گیا اس کو امن ہے اور جو ہتھیار ڈال دے اس کو بھی امن ہے اور جو اپنا دروازہ بند کر لے اس کو بھی امن ہے۔ (مسلم۔:4624)

ایک روایت میں ہے جو کعبۃ اللہ میں داخل ہو گا اسے بھی امان حاصل ہو گیا۔

(الفصول في السيرة-ص:200)—ابن کثیر (ت ۷۷۴ھ)

نبی علیہ الصلوۃ والسلام جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کا سر مبارک جھکا ہوا تھا۔ یہ جھکنا شرمندگی یا ندامت کی وجہ سے نہیں بلکہ اہلِ قریش پر شفقت کی وجہ سے تھا، کیوں کہ مکہ والے آپ کے خاندان اور رشتہ دار تھے۔

(كتاب مغازي الواقدي-ص859-شأن غزوة الفتح-المكتبة الشاملة)

فتح مکہ کے بعد دوسرے دن نبی علیہ الصلوۃ والسلام کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے۔ آپ کے ہاتھ میں کعبہ کی چابیاں تھیں۔ مکہ والے متوجہ ہوئے تو آپ نے فرمایا: "تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا؟" اہل مکہ نے عرض کیا: "ہم آپ سے بھلائی ہی کی توقع رکھتے ہیں۔ آپ درگزر کرنے والے اور درگزر کرنے والے بھائی کے بیٹے ہیں۔ آپ ہم پر غالب آگئے ہیں۔" تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ آج تم سب کو عام معافی ہے۔

(تاریخ الطبري ۳: ۱۲۰، وإعجاز القرآن ص ۱۱۲، والكامل لابن الأثير ۲: ۱۲۱، وسيرة ابن هشام ۲: ۲۷۳ »)

ایک اور انداز کریمانہ دیکھیے کہ کعبہ کی چابی حضرت طلحہ بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہی رہنے دی گئی اور آج تک وہ انہی کی نسل میں ہے۔ حالانکہ زمانہ جاہلیت میں ایک موقع پر انہوں نے دروازہ کھولنے سے انکار کیا تھا، لیکن فتح مکہ کے دن جب

وہ اسلام لے آئے تو آپ نے کمال شفقت سے چابی انہیں واپس کر دی اور فرمایا کہ "لاینزعھا منکم إلا ظالم" - یعنی حجابة الکعبة "تجھ سے کوئی ظالم ہی چابی واپس لے سکتا ہے"۔(المعجم الکبیر للطبرانی-ص120-عبید بن أبی ملیکة عن ابن عباس-المکتبة الشاملہ) فتح مکہ کے دن انصار کے درمیان یہ گفتگو ہونے لگی کہ شاید نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی محبت اپنے خاندان اور شہر والوں کی طرف لوٹ آئی ہے۔ جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے ملاحظہ کیجیے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ پر چڑھے، انصار آئے، انہوں نے صفا کو گھیر لیا، اتنے میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ آئے اور کہنے لگا: اللہ کے رسول! قریش کی جماعت مٹادی گئی، آج سے قریش نہ رہے۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو کوئی ابوسفیان کے گھر میں چلا گیا اس کو امن ہے اور جو ہتھیار ڈال دے اس کو بھی امن ہے اور جو اپنا دروازہ بند کرلے اس کو بھی امن ہے۔" انصار نے کہا: آپ پر اپنے عزیزوں کی محبت اور اپنے شہر کی الفت غالب آگئی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم لوگوں نے کہا: مجھ پر کنبے والوں کی محبت اور اپنے شہر کی الفت غالب آگئی ہے، دیکھو! پھر (اس صورت میں) میرا نام کیا ہوگا؟" آپ نے تین بار فرمایا:۔ "میں محمد اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں نے اللہ کے لیے تمہاری طرف ہجرت کی، تو اب زندگی تمہاری زندگی (کے ساتھ) ہے اور موت تمہاری موت (کے ساتھ) ہے۔" انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم نے یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید چاہت (اور آپ کی معیت سے محرومی کے خوف) کے علاوہ کسی وجہ سے نہیں کہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ اور اس کا رسول دونوں تم کو سچا جانتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں۔ (مسلم، رقم الحدیث: 4624)

آپ حدیث مبارکہ سے اندازہ لگائیں کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا اہل مکہ کے لیے کس قدر شفقت بھرا انداز تھا اور کیسا کریمانہ انداز تھا جب کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام فتح مکہ کے دن بڑی شان و شوکت کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے اور پھر اپ کے پاس قوت اور اختیار تھا۔ آپ چاہتے تو اپنے دشمنوں کو سزا دیتے اور ان لوگوں کو سزائیں دیتے جنہوں نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام اور آپ کے اصحاب کو تکلیفیں دیں اور اپ کے اصحاب کو شہید کیا لیکن نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اعلی اخلاق کا مظاہرہ فرمایا اور انتہائی کریمانہ شفقت والا انداز اپنایا۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ ہمیں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے اسوہ حسنہ کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کیا شاہ اربل محافلِ میلاد کے موجد تھے؟

تحریر: ابو الھمام محمد اشتیاق فاروقی مجددی

اللھم صلی علیٰ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و عترتہ بعدد کل معلوم لك
صلی اللہ علی النبی الامی و آلہ صلی اللہ علیہ و سلّم صلوٰۃ و السلام علیك یا رسول اللہ

حضور نبی کریم ﷺ نے خود اپنی محفل میں اپنی ولادت کا ذکر صحابہ کرام کے مجمع سے فرمایا۔

عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم: أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ أَنَا؟ قَالُوْا: أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قَالَ: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ. قَالَ: فَمَا سَمِعْنَاهُ قَطُّ يَنْتَمِي قَبْلَهَا، أَلَا إِنَّ اللّٰہَ تعالیٰ خَلَقَ خَلْقَهُ، فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِ خَلْقِهِ، ثُمَّ فَرَّقَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِ الْفِرْقَتَيْنِ، ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا، وَأَنَا خَيْرُكُمْ بَيْتًا وَخَيْرُكُمْ نَفْسًا. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ وَالْحَاكِمُ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ. (أحمد بن حنبل فی المسند، 4/165، والطبرانی فی المعجم الکبیر، 20/286، الرقم: 675-676، والحاکم فی المستدرک، 3/275، الرقم: 5077۔ أبو نعیم فی دلائل النبوۃ، 1/58 الرقم: 16۔ ابن أبي عاصم في السنة، 2/632، الرقم: 1497۔ ابن أبي شيبة فی المصنف، 6/303، الرقم: 31639۔ الشیبانی فی الآحاد والمثانی، 1/318، الرقم: 439۔ ابن کثیر فی تفسیر القرآن العظیم، 2/174۔ السیوطی فی الدر المنثور، 3/294-295، 4/128-201)

ترجمہ: ”حضرت عبد المطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! میں کون ہوں؟ صحابہ نے عرض کی: آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ راوی بیان کرتے ہیں (پھر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا) جان لو، بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات کو پیدا فرمایا تو مجھے اپنی بہترین مخلوق (انسانوں) میں پیدا فرمایا، پھر ان میں دو گروہ بنائے (یعنی عرب و عجم) تو مجھے ان دو (گروہوں) میں سے بہترین گروہ (عرب) میں پیدا کیا، پھر اس نے ان کے قبائل بنائے تو مجھے ان میں سے بہترین قبیلہ (قریش) میں پیدا کیا، پھر ان میں خاندان بنائے تو مجھے ان میں سے بہترین گھرانہ (بنو ہاشم) میں پیدا کیا، جان لو! کہ میں تم میں سے گھرانے اور نسب دونوں لحاظ سے بہترین ہوں۔“

دیکھئے حضور ﷺ صحابہ سے اپنے بارے میں پوچھ بھی رہے ہیں اور اسی مجمع میں اپنی ولادت کا ذکر بھی فرما رہے ہیں۔
ذکر مصطفیٰ ﷺ کیلئے صحابہ کرام بھی باقاعدہ محافل منعقد فرماتے تھے جیسا امام نسائی حدیث شریف نقل کرتے ہیں۔

"خبرنا سوار بن عبد الله، قال: حدثنا مرحوم بن عبد العزیز، عن ابی نعامة، عن ابی عثمان النھدی، عن ابی سعید الخدری، قال: قال معاویة رضی اللہ عنہ: إن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم خرج علی حلقة یعنی من اصحابه، فقال: ما اجلسکم قالوا: جلسنا ندعو الله ونحمده علی ما ھدانا لدینه ومن علینا بك، قال: آللہ ما اجلسکم إلا ذلك، قالوا آللہ ما اجلسنا إلا ذلك، قال: اما إنی لم استحلفکم تھمة لکم، وإنما اتانی جبریل علیه السلام فاخبرنی ان الله عزوجل یباھی بکم الملائکة. (سنن نسائی حدیث نمبر 5428)

ترجمہ: سیدنا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرور کونین ﷺ اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حلقے پر باہر تشریف لائے! آپ نے دریافت فرمایا تم کیوں بیٹھے ہو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہم اللہ کی حمد کرتے ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی نے ہمیں اپنا دین بتایا اور آپ کو مبعوث فرما کر ہم پر احسان فرمایا۔ سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا قسم خدا کی تم اسی لیے بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا اللہ کی قسم ہم اسی لیے بیٹھے ہیں۔ آپ نے انہیں بتایا کہ ہم نے تم سے اس لیے قسم نہیں لی کہ تمہیں جھوٹا سمجھا ہے بلکہ اس لئے کہ جناب حضرت جبرئیل میرے پاس تشریف لائے۔ اور مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں پر تمہاری وجہ سے فخر کرتا ہے۔"(سنن نسائی مترجم، جلد 3، ص 475)

احادیث میں محافلِ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ کے ثبوت کے باوجود منکرین میلاد اکثر کتابوں میں محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ کا موجد شاہ اربل سلطان مظفر الدین کو کبری رحمۃ اللہ علیہ کو بتاتے ہیں اور صرف ان محافل میلاد کی وجہ سلطان شاہ اربل کی ذات اور کردار پر بھی بے جا الزامات لگاتے آرہے ہیں۔ حالانکہ شاہ اربل کے ہم عصر معروف مؤرخ قاضی احمد بن محمد ابراہیم بن خلکان جس کی پیدائش 608ھ اور وفات 681ھ ہے۔ جس کی عمر شاہ اربل کے وفات کے وقت 22 سال تھی اور آپ نے اربل شہر ہی میں تعلیم حاصل کی۔ اپنی کتاب "وفیات الاعیان "المعروف تاریخ ابن خلکان میں شاہ اربل کے بہت زیادہ محاسن بیان کئے ہیں اور ان کی دینی اور فلاحی خدمات کی تعریف کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں

"ولو استقصیت فی تعداد محاسنه لطال الکتاب، وفی شھرة معروفه غنیة عن الإطالة ولیعذر الواقف علی ھذه الترجمة ففیھا تطویل، ولم یکن سببه إلا ما له علینا من الحقوق التی لا نقدر علی القیام بشکر بعضھا، ولو عملنا مھما عملناه، وشکر المنعم واجب، فجزاه الله عنا أحسن الجزاء، فکم له علینا من الأیادی، ولأسلافه علی أسلافنا من الإنعام، والإنسان صنیعة الإحسان، ومع الاعتراف بجمیله فلم أذکر عنه شیئاً علی سبیل المبالغة، بل کل ما ذکرته عن مشاھدة وعیان، وربما حذفت بعضه طلباً للإیجاز۔"

(وفیات الاعیان وانباء البناء الزمان المجلد الرابع ص 120 دار صادر بیروت)

ترجمہ: "اور اگر میں نے اس کے محاسن کا استقصاء کیا، تو کتاب طویل ہو جائے گی، اور اس کی نیکیوں کی شہرت، طوالت سے بے نیاز کرنے والی ہے، اور اس سوانح سے واقفیت رکھنے سے معذرت ہے کہ اس میں طوالت پائی جاتی ہے، اور اس کا سبب ہم پہ اس کے وہ حقوق ہیں جن کے بعض کا ہم شکریہ ادا نہیں کر سکتے، اور منعم کا شکر واجب ہے، جزاہ اللہ عنا احسن الجزاء۔ اور اس کے ہم پر کتنے ہی احسان ہیں اور اس کے اسلاف کے ہمارے اسلاف پہ کتنے ہی انعام ہیں، اور انسان احسان کا پروردہ ہے اور اس کی نیکیوں کے اعتراف کے باوجود میں نے اس کے متعلق از راہ مبالغہ کوئی بات بیان نہیں کی، بلکہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے سب کا سب دیکھا بھالا ہے، اور بسا اوقات میں نے اختصار کی خاطر اس کا کچھ حصہ حذف کر دیا ہے۔" (تاریخ ابن خلکان المعروف وفیات الاعیان جلد 4 صفحہ 512 نفیس اکیڈمی کراچی)

شاہ اربل کے ہم عصر اور ہم وطن علماء آپ کی تعریف اپنی عینی شہادت کی بنیاد پر کرتے ہیں مگر آج کل کے منکرین 700 سال بعد شاہ اربل پر الزامات لگا کر ان کی ذات کو مجروح کرنے کی کوشش رہے ہیں۔ منکرین کو اصل بغض محافل میلاد النبی ﷺ سے ہے یہ منکرین سیدھے سادے مسلمانوں کے ذہنوں کو الجھانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ساتویں ہجری شاہ اربل کے دور سے پہلے کہیں بھی کسی نے بھی محافل میلاد النبی ﷺ کا انعقاد نہیں کیا اور شاہ اربل ہی ان محافل کے موجد ہیں۔ حالانکہ شاہ اربل محافل میلاد کے موجد نہیں بلکہ آپ نے ان بابرکت محافل کا انعقاد کر کے اپنے اکابر کی اتباع کی جیسا کہ صاحبِ سبل الہدیٰ والرشاد لکھتے ہیں کہ " وكان اول من فعل ذلك بالموصل الشيخ عمر بن محمد الملا احد الصالحين المشهورين وبه اقتدى فى ذلك صاحب اربل وغيرهم رحمهم الله تعالى۔"

(سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد جلد 1 صفحہ 443، القاہرۃ 1418ھ)

ترجمہ: "موصل میں سب سے پہلے شیخ عمر بن محمد الملا نے محفل میلاد کا انعقاد کیا۔ یہ پاکباز شخص تھے۔ اربل کے بادشاہ نے انہی کی اتباع کی تھی۔" (سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرت خیر العباد، جلد 1 صفحہ 278 زاویہ پبلشرز لاہور)

یہی نہیں بلکہ سلجوقی سلطان ملک شاہ بھی نے بڑی شان و شوکت سے 484ھ میں محفل میلاد کا انعقاد کیا تھا جیسا کہ ابو الحسن علی الجزری بن اثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"في شهر رمضان، وصل السلطان إلى بغداد، وهي المرة الثانية، ونزل بدار المملكة، ونزل أصحابه متفرقين، ووصل إليه أخوه تاج الدولة تُتُش، وقسيم الدولة آقسَنْقَر، صاحب حلب، وغيرهما من زعماء الأطراف، وعُمل الميلاد ببغداذ، وتانّقوا في عمله، فذكر الناس أنّهم لم يروا ببغداذ مثله أبداً، وأكثر الشعراء وصف تلك الليلة۔"

(الکامل فی التاریخ الجزء الثامن ص 349، دار الکتاب العربی بیروت)

ترجمہ: "اس سال ماہ رمضان میں دوسری بار سلطان بغداد پہنچا، دار المملکت میں پڑاؤ کیا۔ دوسرے ساتھی الگ الگ ہو گئے، بھائی تاج الدولہ تتش، حلب کے حاکم قسیم الدولہ آقسنقر اور دوسرے اراکین سلطنت حاضر ہوئے اور بغداد میں میلاد کیا گیا۔ اور

اس کام میں حد سے تجاوز کیا لوگ کہتے تھے کہ ایسا انہوں نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ شعراء نے اس رات کی بہت تعریف کی ہے۔" (الکامل فی التاریخ جلد 8 صفحہ 232 نفیس اکیڈمی کراچی)

تاریخ ابی الفداء میں بھی محفل جشن میلاد النبی ﷺ کا ذکر موجود ہے جو ملک شاہ، آقسنقر اور سرکردہ زعماء نے منعقد کیا تھا جس میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی تھی۔ عبارت ملاحظہ ہو!

"فی رمضان وصل السلطان ملکشاہ الی بغداد ووصل الیہ أخوہ تتش من دمشق واقسنقر من حلب ووصل الیہ غیرھما من زعماء الاطراف وعمل المیلاد ببغداد واحتفل لہ الناس احتفالا عظیما وأکثر الشعراء من وصف تلک اللیلۃ۔"

(المختصر فی اخبار البشر الجزء الثانی ص 201 الطبعۃ الاولی بالمطبعۃ الحسینیۃ المصرۃ)

ترجمہ: "اسی سال رمضان المبارک میں سلطان ملک شاہ بغداد پہنچ گیا اور اسی کے پاس ہی بغداد میں اس کا بھائی تتش دمشق سے آکر ملا۔ اور اسی طرح آقسنقر اس کے پاس حلب سے آیا۔ اور سلطان ملک شاہ کے پاس دنوں کے علاوہ آس پاس سرکردہ زعماء آئے اور ان لوگوں نے بغداد میں میلاد کا پروگرام منایا اور اس طرح اس پروگرام میں بہت سے لوگ جمع ہوئے۔ اور اس رات کے مناسبت سے اس پروگرام میں بہت عظیم شعراء بھی جمع ہوئے۔"

(تاریخ ابی الفداء جلد دوم صفحہ 28 نفیس اکیڈمی کراچی)

البدایہ والنہایہ میں بھی سلجوقی حکومت کی طرف سے میلاد النبی ﷺ کی عظیم الشان محفل کا ذکر موجود ہے۔

"وفی ذی الحجۃ عمل السلطان المیلاد فی دجلۃ، وأشعلت نیران عظیمۃ، وأوقدت شموع کثیرۃ۔"

(البدایۃ والنھایۃ الجزء الثانی عشر، ص 137 مکتبۃ المعارف بیروت 1312ھ)

ترجمہ: "ذوالحجہ میں سلطان نے دجلہ میں میلاد منایا اور بڑی آگ روشن کی اور بہت سی شمعیں جلائیں۔"

(البدایہ والنہایہ، تاریخ ابن کثیر جلد 12 صفحہ 277 نفیس اکیڈمی طبع اول فروری 1989ء)

484ھ میں سلطان ملک شاہ نے دجلہ میں محفل میلاد النبی ﷺ کا انعقاد کیا اور اس میں چراغاں کیا۔ یہ ان لوگوں کیلئے لمحہ فکریہ ہے جو شاہ اربل ہی کو محافل جشن میلاد النبی ﷺ کا موجد کہتے آرہے ہیں حالانکہ یہ واقعہ 484ھ کا ہے جو شاہ اربل کے دور سے بہت پہلے کا ہے ان حوالوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ میلاد النبی ﷺ کے محافل کا انعقاد شاہ اربل سے پہلے بھی مسلمان معمول سے کرتے آرہے تھے اور بڑے شان و شوکت سے محافلِ میلاد النبی ﷺ سجاتے تھے۔



اخلاقِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

کی تربیت، معاشرے میں چراغ جلانے کا ہنر

محمد قمر الزماں الرضوی الاحسنی متعلم: جامعہ احسن البرکات، مارہرہ مطہرہ

اللہ ربّ العزت نے اپنے پیارے محبوب، باعثِ تخلیق کائنات، نبیٔ آخر الزماں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اس روئے زمین پر تمام انسانیت کے لیے رشد وہدایت، اور رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ حضور نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سیرتِ طیبہ، آپ کی حیاتِ مبارکہ، آپ کے کردار و گفتار، آپ کے اخلاق کریمانہ قرآن مجید کی تعلیمات کا اہم ترین حصہ اور عملی نمونہ ہیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی زندگی میں جو بلند اخلاق و کردار کے نقوش چھوڑے وہ تمام دنیائے انسانیت کے لیے مشعل راہ ہیں، آپ حسن صورت کے ساتھ حسن سیرت میں بھی بے مثال و بے نظیر تھے، اپنے تو اپنے غیروں کے ساتھ بھی نرمی سے پیش آتے، اپنی ذات کے لیے کسی پر غصہ نہ ہوتے، اور نہ ہی انتقال لیتے، امیروں اور غریبوں سب کے ساتھ برابری کا معاملہ فرماتے، بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت ونرمی کرنے کی ترغیب دلاتے، عاجزی وانکساری کا یہ عالم کہ اپنے کام اپنے ہاتھ سے کرنا پسند فرماتے، آپ کے دن رات کے معمولات الغرض آپ کی ذات وصفات کی ہر ہر ادا اپنے دامن میں اخلاق مصطفیٰ کی ایک دنیا لیے ہوئے ہے، اخلاق مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تربیت ہی معاشرے میں چراغ جلانے کا ہنر رکھتی ہے، جس کے ذریعے معاشرے میں پنپنے والی نفرتوں، عداوتوں اور بہت ساری برائیوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ آپ کے اخلاق کریمانہ اتنے عظیم الشان تھے کہ خود ربّ کائنات آپ کے اخلاق مبارکہ کی تعریف وتوصیف بیان کرتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ: ترجمہ کنز الایمان: اور بے شک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے۔ (سُورۃ القلم: 4)

ام المومنین حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اخلاق کے متعلق پوچھا گیا آپ بیان فرماتی ہیں۔

حضرت سعد بن ہشام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے دریافت کیا: اے اُمُّ المؤمنین! رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا، مجھے رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اَخلاق کے بارے میں بتائیے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا: "کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کی: کیوں نہیں! تو آپ نے ارشاد فرمایا: "رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا خُلق قرآن ہی تو ہے۔

(مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرہا، باب جامع صلاۃ اللیل... الخ، ص ۳۷۴، الحدیث: ۱۳۹ (۷۴۶))

اور علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: ”حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم محاسنِ اَخلاق کے تمام گوشوں کے جامع تھے، یعنی حِلم وعَفو، رحم وکرم، عدل وانصاف، جود وسخا، ایثار وقربانی، مہمان نوازی، عدمِ تشدُّد، شجاعت، ایفائے عہد، حسنِ معاملہ، صبر وقناعت، نرم گفتاری، خوش روئی، ملنساری، مساوات، غمخواری، سادگی وبے تکلُّفی، تواضع واِنکساری اور حیاداری کی اتنی بلند منزلوں پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فائز وسرفراز ہیں کہ حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے ایک جملے میں اس کی صحیح تصویر کھینچتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ” یعنی تعلیماتِ قرآن پر پورا پورا عمل یہی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اَخلاق تھے۔ (سیرتِ مصطفیٰ، ص ۶۰۰)

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اَخلاق تمام اَخلاقی اچھائیوں کا جامع ہے، اور اللّٰہ تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا شکر، حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی خُلَّت، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا اخلاص، حضرت اسماعیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وعدے کی سچائی، حضرت یعقوب اور حضرت ایوب عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا صبر، حضرت داوٗد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا عذر، حضرت سلیمان اور حضرت عیسیٰ عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی عاجزی اور ان کے علاوہ تمام انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اَخلاق عطا فرمائے، اور یہ وہ مقام ہے جو تمام انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں سے صرف سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو عطا ہوا ہے۔

(روح البیان، ن، تحت الآیۃ:۴، ۱۰ / ۱۰۶)

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْۚ-وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ۪- فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِۚ-فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِؕ-اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِیْنَ۔**

ترجمہ کنزالایمان: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ، اور ان کی شفاعت کرو، اور کاموں میں ان سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو بیشک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔ (سورۃ آل عمران 159)

اس آیت میں رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اخلاقِ کریمہ کا بیان کیا جا رہا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ ”اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، اللہ تعالیٰ کی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر کتنی بڑی رحمت ہے کہ اس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو نرم دل، شفیق اور رحیم و کریم بنایا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مزاج میں اِس درجہ لُطف و کرم اور شفقت و رحمت پیدا فرمائی کہ غزوۂ اُحد جیسے موقع پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے غضب کا اظہار نہ فرمایا حالانکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اس دن کس قدر اَذِیَّت و تکلیف پہنچی تھی اور اگر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سخت مزاج ہوتے اور میل برتاؤ میں سختی سے کام لیتے تو یہ لوگ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے دور ہو جاتے۔ تو اے حبیب! صَلَّی

اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ آپ ان کی غلطیوں کو معاف کر دیں اور ان کے لیے دعائے مغفرت فرمادیں تاکہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سفارش پر اللہ تعالیٰ بھی انہیں معاف فرمادیتا۔

تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اخلاقِ کریمہ کی ایک جھلک:

حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اخلاق کریمانہ کی تو کیا شان ہے۔ اللہ نے تورات وانجیل میں بھی آپ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اخلاقِ عالیہ کا ذکر فرمایا تھا: چنانچہ حضرت عبد اللہ بن سلام رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے زید بن سعنہ کی ہدایت کا ارادہ فرمایا تو زید بن سعنہ نے کہا: میں نے جب حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے روئے انور کی زیارت کی تو اسی وقت آپ میں نبوت کی تمام علامات پہچان لیں، البتہ دو علامتیں ایسی تھیں جن کی مجھے خبر نہ تھی (کہ وہ آپ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں ہیں یا نہیں) ایک یہ کہ آپ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حلم آپ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے غضب پر سبقت لے جاتا ہے، اور دوسری یہ کہ آپ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ جتنا زیادہ جہالت کا برتاؤ کیا جائے، آپ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حلم اتنا ہی بڑھتا چلا جائے گا۔ میں موقع کی تلاش میں رہا تاکہ آپ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حلم دیکھ سکوں۔ ایک دن نبی اکرم صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنے حجروں سے باہر تشریف لائے، اور حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجْہَہُ الْکَرِیْم آپ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ تھے، کہ دیہاتی جیسا ایک شخص اپنی سواری پر آپ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: فلاں قبیلے کی بستی میں رہنے والے قحط اور خشک سالی کی مصیبت میں مبتلا ہیں، میں نے ان سے کہا کہ اگر تم لوگ اسلام قبول کر لو تو تمہیں کثیر رزق ملے گا۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے، یارسول اللہ! صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، مجھے ڈر ہے کہ جس طرح وہ رزق ملنے کی امید پر اسلام میں داخل ہوئے کہیں وہ رزق نہ ملنے کی وجہ سے اسلام سے نکل نہ جائیں۔ اگر ممکن ہو تو ان کی طرف کوئی ایسی چیز بھیج دیں جس سے ان کی مدد ہو جائے۔ حضور پر نور صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس شخص کی طرف دیکھا اور حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو دکھایا تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، اس میں سے کچھ باقی نہیں بچا۔ زید بن سعنہ کہتے ہیں: میں حضور اقدس صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قریب ہوا اور کہا: اے محمد! (صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کیا آپ ایک مقررہ مدت تک فلاں قبیلے کے باغ کی معین مقدار میں کھجوریں مجھے بیچ سکتے ہیں؟ آپ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا "اے یہودی! ایسے نہیں، میں ایک مقررہ مدت تک اور مُعَیَّن مقدار میں کھجوریں تمہیں بیچوں گا لیکن کسی باغ کو خاص نہیں کروں گا۔ زید بن سعنہ کہتے ہیں: میں نے کہا ٹھیک ہے۔ چنانچہ میں نے ایک مقررہ مدت تک معین مقدار میں کھجوروں کے بدلے 80 مثقال سونا حضور اقدس صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو دے دیا، اور آپ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے وہ سونا اس شخص کو دے کر فرمایا "یہ سونا ان لوگوں کے درمیان تقسیم کر دو اور اس کے ذریعے ان کی مدد کرو۔

زید بن سعنہ کہتے ہیں، جب وہ مدت پوری ہونے میں دو یا تین دن رہ گئے تو میں نے مسجد میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دامنِ اقدس پکڑ کر تیز نگاہ سے دیکھتے ہوئے یوں کہا: اے محمد! میرا حق ادا کرو۔ اے عبد المطلب کے خاندان والو! تم سب کا یہی طریقہ ہے کہ تم لوگ ہمیشہ لوگوں کے حقوق ادا کرنے میں دیر لگایا کرتے ہو اور ٹال مٹول کرنا تم لوگوں کی عادت بن چکی ہے۔

اس دوران میں نے حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی طرف دیکھا تو ان کی آنکھیں ان کے چہرے پر گھوم رہی تھیں، انہوں نے جلال بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے مجھ سے فرمایا: اے دشمن خدا! کیا تم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ایسی بات اور ایسی حرکت کر رہے ہو! اس خدا کی قسم جس نے انہیں حق کے ساتھ بھیجا، اگر مجھے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا لحاظ نہ ہوتا تو میں ابھی اپنی تلوار سے تیرا سر اڑا دیتا۔ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر سکون انداز میں حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی طرف دیکھنے لگے اور مسکرائے، پھر ارشاد فرمایا" ہم دونوں کو اس کے علاوہ چیز کی زیادہ ضرورت تھی کہ تم مجھے اچھے طریقے سے ادائیگی کا کہتے اور اسے اچھے انداز میں مطالبہ کرنے کا کہتے۔ اے عمر! رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، تم اسے اس کا حق دے دو اور بیس صاع کھجوریں اس کے حق سے زیادہ دے دینا۔

زید بن سعنہ کہتے ہیں: (جب حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مجھے زیادہ کھجوریں دیں) تو میں نے کہا: اے عمر! رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، مجھے زیادہ کھجوریں کیوں دی جا رہی ہیں؟ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا" مجھے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حکم دیا ہے کہ جو میں نے تمہیں ڈانٹا اس کے بدلے اتنی کھجوریں تمہیں زیادہ دے دوں۔ میں نے کہا: اے عمر! رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، آپ جانتے ہیں کہ میں کون ہوں؟ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا" نہیں۔ میں نے کہا: میں یہودیوں کا عالم زید بن سعنہ ہوں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا" پھر تم نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جو باتیں کہیں اور ان کے ساتھ جو حرکت کی وہ کیوں کی؟ میں نے کہا: میں نے حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرہ انور کی زیارت کرتے ہی آپ میں نبوت کی تمام علامات پہچان لی تھیں، البتہ ان دو علامتوں کو دیکھنا باقی تھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حلم آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے غضب پر سبقت لے جاتا ہے، اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ جتنا زیادہ جہالت کا برتاؤ کیا جائے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حلم اتنا ہی بڑھتا چلا جائے گا۔ بے شک میں نے یہ علامتیں بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں پالی ہیں، تو اے عمر! رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، آپ گواہ ہو جائیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے ربّ ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نبی ہونے پر راضی ہوا۔ میں بہت مالدار ہوں، آپ گواہ ہو جائیں کہ میں نے اپنا آدھا مال تاجدار رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت پر صدقہ کر دیا۔ پھر حضرت زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سرکار دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہا" میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ (مستدرک، کتاب معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، ذکر اسلام زید بن سعنۃ۔۔۔ الخ، ۴/ ۷۹۲، الحدیث: ۶۶۰۶)

آپ نے اندازہ لگالیا ہوگا کہ تاجدارِ رسالت حضور نبی کریم ﷺ کے اخلاق عالیہ کس قدر ارفع و اعلیٰ ہیں، یہ تو صرف آپ ﷺ کے اخلاق مبارکہ کی ایک جھلک ہے، کہ ایک یہودی شخص سے آپ ﷺ نے انتہائی درجے کی نرمی و لطافت کا معاملہ فرمایا اور وہ شخص آپ ﷺ کے اخلاق کریمانہ دیکھ کر دولت ایمان سے مالا مال ہو گئے، ایسے بے شمار واقعات سیرت کی کتابوں میں درج ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضور ﷺ کی سیرت مبارکہ پر عمل کرنے، اور جو آپ ﷺ نے اپنے اخلاق حسنہ کے ذریعے معاشرے میں چراغ روشن کیے، اللہ عزوجل ہمیں بھی اس روشنی کا حصہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے کائنات میں نور اور انسانیت کو زندگی کا اصل پیغام نصیب ہوا۔ آپ ﷺ نے انسان کو عدل، محبت، اخوت اور خدمتِ خلق کا درس دیا اور ظلم و جہالت کے اندھیروں کو علم و ہدایت کے نور سے بدل دیا۔ میلاد النبی ﷺ کا موقع ہمیں یاد دلاتا ہے کہ اصل خوشی محض ظاہری چراغاں یا تقریبات میں نہیں بلکہ آپ ﷺ کی سیرت کو اپنی عملی زندگی کا حصہ بنانے میں ہے۔ آج امت کی اصلاح اسی وقت ممکن ہے جب ہم آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرکے معاشرے میں اخلاق، عدل اور بھائی چارے کو فروغ دیں۔ میلاد النبی ﷺ ہمیں دعوت دیتا ہے کہ ہم علم و کردار سے اپنی دنیا کو سنواریں اور آپ ﷺ کے حقیقی پیغام کو آگے بڑھائیں۔ یہی آپ ﷺ کی سچی محبت اور سب سے بڑی اطاعت ہے۔



شمائلِ مصطفیٰ
در سلامِ رضا

مولانا اکرام رضا مدنی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری اوصاف (قد، چہرہ) اخلاق وعادات (گفتگو، تبسم، نشست وبرخاست)، روزمرہ کے معمولات (سفر، آرام، میل جول، عبادات کے انداز) کو شمائل "مصطفی" سے تعبیر کیا جاتا ہے آسان لفظوں میں یوں سمجھیں کہ شمائل مصطفی آپ ﷺ کی شخصیت کے ان مبارک پہلوؤں کو کہتے ہیں جو انسان کی آنکھوں اور دلوں کو آپ علیہ السلام کی محبت وعقیدت سے بھر دیتے ہیں۔

شمائل مصطفی کی اہمیت

شمائل مصطفی کے تذکار سے جہاں دل، ایمان کی تازگی اور محبت مصطفی ﷺ میں جِلا پا کر مجلّٰی ومصفًّا ہوتے ہیں وہیں اسوۂ حسنہ کی عملی رہنمائی بھی ملتی ہے مختصر لفظوں میں یوں سمجھیں کہ شمائل مصطفی ﷺ سیرتِ مقدسہ کے جمالی اور روحانی رنگ ہیں" محدثین کرام نے "شمائل مصطفی ﷺ" پر باقاعدہ کتب مرتب کی ہیں جنہیں پڑھ کر ایمان کی تازگی نصیب ہوتی ہے۔ (الحمدُللہ) آج ہم ایک ایسے "عاشقِ صادق، شاعر" کے قلم سے بیان کردہ شمائل مصطفی کا ذکر کریں گے جن کی شاعری کا بنیادی مرکز ومحور محبت مصطفی ﷺ اور تحفظ ناموس رسالت رہا۔ آپ رحمہ اللہ کی نعتیہ شاعری کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ اس میں سراپا عشقِ رسول ﷺ جھلکتا ہے اور شریعت وادب دونوں کی پاسداری پائی جاتی ہے۔ وہ شاعر جس نے شان مصطفی بیان کرتے ہوئے جس سمت بھی رخ کیا، سکے بٹھا دیے ہیں جی ہاں! اس عظیم ہستی کو دنیا، اعلی حضرت، اہلسنت کا امام وترجمان، قندھار کا غیرت مند پٹھان، امام احمد رضا خان (علیہ رحمۃ الرحمن) کے نام کر یاد کرتی ہے المختصر! اعلیٰ حضرت کی نعتیہ شاعری عشقِ رسول ﷺ کا آئینہ، ایمان کی تازگی کا ذریعہ اور اردو ادب کا ایک لازوال سرمایہ ہے

مُلکِ سُخَن کی شاہی تم کو رضاؔ مُسلَّم
جس سَمت آگئے ہو سِکّے بٹھادیے ہیں

آپ کا شاعری کا ایک انمول شاہکار، "سلام رضا" ہے جو کہ اپنے اندر عشق رسول ﷺ کی جھلک، ادب وتعظیم کا جامع انداز، دل نشینی، اثر انگیزی، روحانی کیفیت اور ادبی عظمت اور ہمہ گیر مقبولیت سموئے ہوئے ہے۔ بالیقین "سلامِ رضا" اردو

نعتیہ شاعری کا شاہکار، عشقِ رسول ﷺ کا مظہر اور ادب و روحانیت کا حسین امتزاج ہے، جسے سن کر دل، ایمان کی حرارت اور محبتِ مصطفیٰ ﷺ سے بھر جاتا ہے۔ (الحمدُ للہ)

سلام رضا کے مشمولات

" مشمولات سلام رضا" پر طائرانہ نظر دوڑائی جائے تو پتا چلتا ہے کہ "امام اہلسنت رحمہ اللہ نے سلام رضا میں بالترتیب حضور علیہ السلام کے خصائص، کمالات و معجزات، سراپا اقدس کے ہر ہر عضو کا، اور ولادت، بچپن، رضاعت و رضاعی رشتوں کا، اور بعثت و غلبہِ دین، غزوات میں شرکت اور جرأت و بہادری ذکر کیا اس کے بعد خاندانِ نبوی اور گلشنِ زہرا کی خوش بو کا تذکرہ کرنے کے بعد ازواجِ مطہرات کے درجات و کمالات کو بیان کیا پھر صحابہ، خلفائے راشدین اور عشرۂ مبشرہ، آئمہ اربعہ، حضور غوث پاک و دیگر مشائخ طریقت کا ذکر کیا اور آخر میں تمام امتِ مسلمہ خصوصاً اہل سنت، اپنے والدین، دوست واحباب اور اساتذہ کے لیے دعا فرمائی"

شمائل مصطفی ﷺ

امام اہلسنت رحمہ اللہ نے اپنے مایہ ناز کلام "سلام رضا" کے اکتیسویں شعر سے اکیاسی شعر تک آپ ﷺ کے سراپا اقدس کو بیان کیا جس میں ہر ہر عضو، اس کی اہم خصوصیات، اس کے حسن و جمال اور برکات کا تذکرہ ہے۔

ان میں سے ہم چند اشعار کا یہاں تذکرہ کریں گے

مطلع سلام رضا

(1) مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

تشریح: امام اہلسنت نے "مطلع سلام رضا" کا آغاز، کریم آقا ﷺ کے بابرکت صفاتی نام، نام مصطفی سے کیا جس کا معنی ہے خدائے پاک کا انتخاب کیا ہوا اور پسندیدہ "بزمِ ہدایت" سے مراد ہدایت کی محفل، یعنی دینِ اسلام ہے جس کے ذریعے انسان کو سیدھا راستہ ملتا ہے۔ حضور ﷺ کو دین اسلام کی شمع کہا گیا، کیونکہ جس طرح شمع اندھیروں کو دور کرتی ہے، ویسے ہی آپ ﷺ نے اپنی نبوت اور تعلیمات سے کفر و جاہلیت کے اندھیروں کو مٹادیا اور دنیا کو ہدایت کی روشنی عطا فرمائی۔ اس نور ہدایت (حضور اکرم ﷺ) پر لاکھوں سلام ہوں"

(2) جس کے جلوے سے مرجھائی کلیاں کھلیں

اُس گلِ پاک مَنبت پہ لاکھوں سلام

معانی: جلوے: انوارِ نبوت، مرجھائی کلیاں: کفر و جہالت کی کھائیوں میں بھٹکے ہوئی کمزور و مردہ دل انسان، گل پاک مَنْبت: مقدس جگہ اگنے والا پاکیزہ پھول، یعنی حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ۔

تشریح: "جس نبی ﷺ کے نور اور جلوؤں سے دنیا کی پژمردہ کلیاں تازہ ہوئیں، دل زندہ ہوئے، اور عالم کو روشنی ملی، اس پاک اور مقدس پھول (حضور اکرم ﷺ) پر لاکھوں سلام ہوں"

(3) جس کے آگے سرِ سَروَراں خَم رہیں

اس سرِ تاجِ رِفعت پہ لاکھوں سلام

تشریح: اس شعر میں نبی کریم ﷺ کی رفعت و عظمت کو بیان گیا ہے کہ آپ ﷺ کی بارگاہ اتنی بلند ہے کہ بڑے بڑے بادشاہ اور حکمران بھی آپ کے سامنے جھکنے پر مجبور ہوگئے، اور آپ ﷺ ہی عزت و عظمت کے حقیقی تاجدار ہیں۔ ایسی بلند شانوں والی ہستی پر لاکھوں سلام ہوں

(4) جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا

اس جَبِینِ سَعادت پہ لاکھوں سلام

تشریح: حضور ﷺ کی پیشانی پر اللہ تعالیٰ نے "شفاعتِ کبریٰ" کا سہرا سجایا ہے۔ یعنی آپ ﷺ کو قیامت کے دن تمام مخلوق کے لیے سفارش کرنے کا عظیم مقام "مقام محمود" عطا کیا گیا ہے، جو کسی اور نبی کو نہیں دیا گیا۔ یہ "شفاعت کا سہرا" گویا آپ ﷺ کی پیشانی کا تاج ہے، جو آپ کی عظمت اور سعادت کی سب سے بڑی نشانی ہے۔ اسی لیے آپ کی مبارک پیشانی (جبین سعادت) پر لاکھوں سلام ہوں۔

(5) جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا

اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

تشریح: اس شعر میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے نبی اکرم ﷺ کی مبارک نگاہ کی تاثیر کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: نبی کریم ﷺ کی نگاہِ رحمت جس طرف اٹھ جاتی ہے، وہاں بے جان کو جان مل جاتی ہے، مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں، بیمار صحت مند ہو جاتے ہیں، اندھیرے اجالے میں بدل جاتے ہیں اور مایوسیاں اُمید میں ڈھل جاتی ہیں۔ آپ ﷺ کی نظرِ کرم لمحے بھر میں حالات بدل دیتی ہے۔ ایسی پر اثر، بابرکت اور زندگی عطا کرنے والی نظرِ عنایت پر لاکھوں سلام ہوں کہ جو جہاں پڑ جائے وہاں بہاریں آجاتی ہیں۔

(6) اُن کے خَد کی سُہولت پہ بے حد درود

ان کے قَد کی رَشاقَت پہ لاکھوں سلام

معانی: "خَد": رخسار یا چہرہ انور۔ "سُہُولت": نرمی، ملائمت اور حسن کی دل آویزی ہے۔ "قد": قامت و جسامت ہے۔ "رشاقت": حسنِ تناسب، اعتدال، خوبصورتی اور وجاہت۔

تشریح حضور ﷺ کے رخسار مبارک کی نرمی، خوبصورتی اور دل کشی پر بے شمار درود بھیجے جائیں کہ آپ ﷺ کا چہرہ سراپا حسن و جمال اور دلوں کو سکون دینے والا ہے۔ اور حضور انور ﷺ کے قد و قامت کی دل آویز وجاہت اور حسنِ اعتدال پر لاکھوں سلام ہوں۔ آپ ﷺ نہ زیادہ لمبے تھے نہ پست قد بلکہ درمیانی اور سب سے موزوں قامت کے مالک تھے، جیسا کہ کتب سِیَر و احادیث میں مذکور ہے۔

(7) پتلی پتلی گلِ قُدس کی پتیاں

اُن لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

تشریح: اس شعر میں اعلیٰ حضرت نے حضور ﷺ کے لب مبارک کو ایک نورانی پھول کی لطیف پنکھڑیوں سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا کہ آقا ﷺ کے لب مبارک ایسے پاکیزہ اور لطیف ہیں جیسے کسی نورانی و آسمانی پاکیزہ گلِ قدس کی باریک و نازک پتیاں ہیں اس لیے حضور ﷺ کے مبارک لبوں کی نزاکت، لطافت اور پاکیزگی پر لاکھوں سلام ہوں۔ یہ محض تشبیہ نہیں بلکہ اعلیٰ حضرت کا عشقِ رسول ﷺ کا والہانہ اظہار ہے کہ آپ ﷺ کے ہر عضوِ مبارک کی ایک جھلک بھی کامل حسن و جمال کی مظہر ہے۔

(8) وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

تشریح: آقا ﷺ کی زبانِ مبارک اللہ کے اذن سے تخلیق و امر الٰہی کی ترجمان ہے، آپ کے الفاظ اور دعائیں کبھی رائیگاں نہیں جاتیں بلکہ اثر دکھاتی ہیں اور کائنات کے فیصلوں کی کنجی اور سبب بنتی ہیں۔ آپ کی زبانِ مبارک کو کائناتی فیصلوں پر ایک طرح کی "حکمرانی" حاصل ہے، کیونکہ وہ رب کے حکم اور مشیت کے عین مطابق ہے۔

(9) اس کی پیاری فصاحت پہ بیحد درود

اس کی دِلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام

تشریح: یعنی نبی کریم ﷺ کی زبانِ مبارک سے جو کلمات نکلتے وہ نہایت شیریں، آسان، دل نشین اور عیب سے پاک ہوتے۔ اور نبی کریم ﷺ کی زبان سے نکلنے والے کلمات ہمیشہ حقیقت کو واضح کرنے والے، دلوں کو مسخر کرنے والے اور عقل کو روشن کرنے والے ہوتے تھے۔

آپ کی تقریر مختصر مگر جامع، سادہ مگر پر اثر، اور ہمیشہ دل کو چھو لینے والی ہوتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ عرب کے بڑے بڑے خطیب اور شاعر بھی حضور ﷺ کی بلاغت کے سامنے عاجز ہو گئے۔ لہذا اس شیریں اور بے عیب گفتگو اور مؤثر، پر اثر اور دلوں کو روشن کرنے والی باتوں پر لاکھوں سلام ہو۔

(10) وہ دعا جس کا جوبن بہارِ قبول

اس نسیمِ اِجابت پہ لاکھوں سلام

تشریح: مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کی دعائیں قبولیت کے کمال درجے پر ہوتی ہیں، جو کبھی رد نہیں ہوتیں بلکہ بارگاہ قدسی میں فوراً قبولیت پا جاتی ہیں۔ آپ ﷺ کی دعا سے مریض شفا پاتے، بے اولاد کو اولاد ملتی، پیاسوں کو پانی ملتا اور امت کی مشکلات آسان ہوتیں۔ دوسرے مصرعے میں دعا کی قبولیت کو ٹھنڈی نسیم سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جیسے ٹھنڈی ہوا دل کو راحت دیتی ہے، ویسے ہی حضور ﷺ کی دعائیں قبول ہو کر بندوں کے دلوں کو سکون اور خوشی عطا کرتی ہیں۔ گویا کہ حضور ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلنے والی دعائیں قبولیت کی ٹھنڈی ہوائیں ہیں، جن پر لاکھوں سلام ہوں۔

(11) جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں

اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

تشریح: امام فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی مسکراہٹ اور تبسم ایسا دل نواز اور روح پرور منظر ہے کہ جس سے غمگین اور روتے ہوئے دل بھی خوشی سے کھل اٹھتے ہیں۔ آپ ﷺ کے تبسم کی تاثیر یہ ہے کہ دلوں کے بوجھ ہلکے ہو جاتے ہیں، دکھ سکھ میں بدل جاتے ہیں اور رنجیدہ دل سکون پا لیتے ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کا معمولی سا تبسم بھی سراپا رحمت ہے، جو مومنوں کے لیے راحت، تسکین اور خوشی کا ذریعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی مسکراہٹ کی عادت پر بار بار سلام بھیجنا اہلِ محبت کے لیے سعادت ہے۔

(12) ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا

موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام

تشریح: نبی کریم ﷺ کا دستِ مبارک سراپا عطا و سخاوت ہے۔ آپ ﷺ جب بھی کسی طرف ہاتھ اٹھاتے ہیں تو وہ ہاتھ خالی نہیں رہتا بلکہ لینے والے کو غنی (بے نیاز) کر دیتا ہے۔ آپ ﷺ کی سخاوت اور عطا کی موجیں سمندر کی طرح بے کراں ہیں، جو ہر ایک کو بہالے جاتی ہیں۔ آپ ﷺ کے دامن کرم کی سخاوت اور فیاضی پوری کائنات کے لیے رحمت ہے۔

(13) نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں

انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

تشریح امام اہلسنت اس شعر میں معجزات مصطفی ﷺ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی انگلیوں سے نور کے چشمے پھوٹتے ہیں اور دریاؤں کی طرح پانی بہنے لگتا ہے۔ جیسا کہ احادیث طیبہ میں موجود ہے کہ جنگ کے سفر یا کسی موقع پر جب پانی کم پڑ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی مبارک انگلیاں پانی کے برتن میں ڈبوئیں تو انگلیوں سے چشمے پھوٹ نکلے اور اتنا پانی جاری ہوا کہ پورا لشکر سیر اب ہو گیا۔

نبی کریم ﷺ کے ایک ایک عضو میں رب تعالیٰ نے نور، برکت اور فیضان رکھا ہے۔ آپ ﷺ کی مبارک انگلیاں بھی چشمۂ فیض اور دریائے کرم ہیں۔

(14) حجرِ اسودِ کعبۂ جان و دل

یعنی مُہرِ نبوت پہ لاکھوں سلام

تشریح حضور ﷺ کی پشتِ مبارک پر جو مُہرِ نبوّت تھی، وہ ایسی مقدس اور عظیم تھی جیسے کعبہ اللہ شریف پر نصب حجرِ اسود ہے۔ حجرِ اسود، کعبہ معظمہ کی زینت اور مرکزِ توجہ ہے، اسی طرح مُہرِ نبوت حضور ﷺ کے وجودِ اقدس کی ایک نمایاں نشانی اور شان ہے اور آپ ﷺ صداقت اور سچائی کی دلیل اور اہلِ ایمان کے لیے عقیدت و محبت کا مرکز ہے۔ اس لیے اس مقدس نشانی پر لاکھوں بار سلام ہوں جو حضور ﷺ کی نبوت اور ختم نبوت کی روشن دلیل ہے۔

(15) جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

اس دل اَفروز ساعت پہ لاکھوں سلام

امام اہل سنت اس شعر میں ولادت مصطفی ﷺ کے لمحات مبارکہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ لمحہ اور گھڑی کتنی سہانی اور مبارک تھی جب مدینہ طیبہ کا چاند، یعنی حضور نبی کریم ﷺ، اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔

آپ ﷺ کی ولادت باسعادت وہ ساعت تھی جس سے کائنات کی تاریکیاں دور ہوئیں، دنیا میں نور ہی نور چھا گیا، مایوسیوں کی جگہ امید نے لے لی اور ظلم و جہالت کے اندھیروں کو مٹا کر ہدایت کی روشنی پھیل گئی۔ وہ ساعت محض ایک لمحہ نہیں بلکہ اہل ایمان کے دلوں کو روشن و خوش کرنے والی گھڑی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی آمدِ بابرکت ہی دراصل کائنات کے لیے سب سے بڑی خوشی اور سب سے بڑی راحت ہے۔ آپ کی ولادت کا لمحہ قیامت تک کے لیے اہلِ ایمان کے دلوں کو سرور و راحت بخشتا رہے گا۔ اس لمحے پر بار بار سلام بھیجنا سعادت اور باعثِ فخر ہے۔ ویسے ہر شعر کی تشریح کرنے کا دل چاہتا ہے مگر ہم نے یہاں اختصار کے ساتھ پندرہ سو سالہ جشنِ ولادتِ ماہِ طیبہ کی نسبت سے 15 اشعار کی تشریح پر اکتفا کیا۔

سلام رضا کی مقبولیت دنیا کے اکثر مقامات پر سلام رضا کو جس شوق، محبت اور وارفتگی سے پڑھا جاتا ہے یہ اس کی بارگاہ مصطفوی میں مقبولیت کی واضح نشانی ہے امام عشق و محبت، استعارہ عشق رسول آخری اشعار میں فرماتے ہیں کہ

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب اُن کی شوکت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کے قُدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

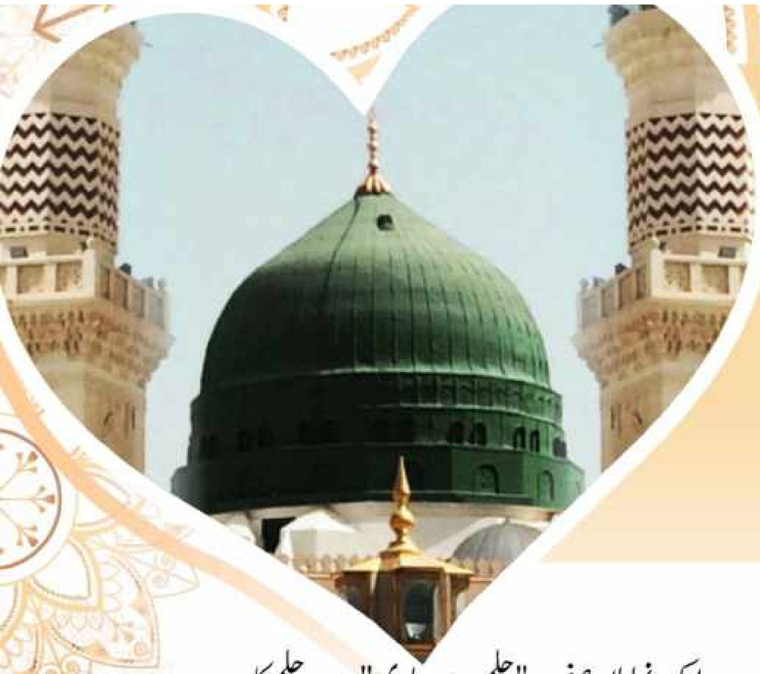
تشریح آخر میں میرے امام اپنی دلی تمنا اور دعا ذکر کرتے ہیں کہ بروز قیامت جب شان محبوبی دکھائی جا رہی ہو گی، سب لوگ میدانِ محشر میں جمع ہوں گے اور حضور ﷺ اپنی شان و شوکت اور جاہ و جلال کے ساتھ جلوہ افروز ہوں گے، تو اس وقت سب اہلِ محشر آپ پر سلام بھیجیں۔ وہ دن سخت اور ہولناک ہو گا، مگر رسولِ کریم ﷺ کی تشریف آوری سب کے لیے راحت اور نجات کا ذریعہ ہو گی۔ تو کاش اُس دن جب فرشتے (قُدسی) سلام و درود پیش کر رہے ہوں، تو وہ مجھ عاجز بندے سے بھی کہیں:

"اے رضا! تم بھی کچھ کہو،
اور میں کہوں
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

گویا یہاں عاشقِ صادق اپنی دلی کیفیت اور خواہش بیان کر رہے ہیں کہ کل بروز محشر مجمع عام میں بھی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں صلوۃ و سلام کی ترانے پڑھنے کا موقع و سعادت نصیب ہو جائے۔

اللہ رب العزت اس عظیم عاشق صادق علیہ الرحمۃ کے عشق میں سے ہمیں بھی ذرہ نصیب فرمائے۔ آمین

تمام عشاقانِ مصطفیٰ ﷺ کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے "۱۵۰۰ سالہ جشنِ ولادتِ مصطفیٰ ﷺ" کی پر نور، پر مسرت اور بابرکت ساعتیں مبارک ہوں۔ یہ جشن ایمان کی تازگی، محبتِ رسول ﷺ کی روشنی اور رحمتِ مصطفیٰ ﷺ کی برکتیں لے کر آئے۔



نبی کریم ﷺ کا وصف حلم

(حافظ) افتخار احمد قادری (کریم گنج، پورن پور، پیلی بھیت یوپی)

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو بے شمار اعلیٰ صفات سے نوازا۔ جن میں سے ایک نمایاں صفت "حلم و بردباری" ہے۔ حلم کا مطلب ہے نرمی، برداشت کو قابو میں رکھنا اور تکلیف دینے والوں کو معاف کر دینا۔ رسول اکرم ﷺ کی سیرت اس وصف کی بہترین عملی تصویر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی صبر، برداشت اور حلم کا ایک بے نظیر نمونہ تھی۔ مکہ مکرمہ کے ابتدائی تیرہ سالوں میں کفار نے آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو شدید ظلم و ستم کا نشانہ بنایا، مگر آپ ﷺ نے کبھی بدلہ نہ لیا بلکہ ان کے لیے ہدایت کی دعا فرماتے رہے۔ واقعہ طائف اس کا روشن ترین ثبوت ہے۔ جب اہلِ طائف نے نہ صرف آپ ﷺ کی بات ماننے سے انکار کیا بلکہ آپ پر پتھر برسائے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کے جسمِ مبارک سے خون بہنے لگا۔ اس موقع پر جب فرشتہ آیا اور عرض کیا کہ اگر آپ حکم دیں تو دونوں پہاڑوں کو ان پر ملا دیا جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے"۔ (صحیح بخاری) فتح مکہ کا موقع بھی نبی ﷺ کے حلم کا عظیم مظہر تھا۔ مکہ کے وہ لوگ جنہوں نے سالہا سال تک آپ کو اور آپ کے صحابہ کو تکلیفیں دیں، قتل کے منصوبے بنائے، آپ ﷺ کو وطن چھوڑنے پر مجبور کیا۔ جب آپ ﷺ ان پر غالب آئے تو انتقام کا موقع ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے فرمایا: "آج تم پر کوئی گرفت نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو"۔ (سیرتِ مصطفیٰ) یہ وہ اخلاق تھا جس نے دشمنوں کو بھی دوست بنا دیا اور دلوں کو فتح کر لیا۔

ابو الفضل امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ پانچویں صدی ہجری / گیارہویں صدی عیسوی کا ہے۔ آپ فقہ، حدیث، سیرت اور تاریخ کے جلیل القدر آئمہ میں شمار ہوتے ہیں۔ سیرت النبی ﷺ پہ آپ کی تصنیف "الشفا" کی کئی آئمہ دین نے شروحات لکھی ہیں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ: "حلم" ایک ایسی حالت کا نام ہے جو اسبابِ محرکہ یعنی برانگیختہ کرنے والے اسباب کی موجودگی میں ثابت و برقرار رہے اور "تحمل" یعنی بردباری ایسی حالت کا نام ہے جو مصائب و آلام کے وقت اپنی جان کو روک لے اور ان کو برداشت کرے اسی کے ہم معنیٰ و مطلب "صبر" ہے۔ "عفو" اس حالت کو کہتے ہیں جو (بدلہ لینے کے وقت) بدلہ کو ترک کر دے یعنی معاف کر دے۔ یہ وہ اوصاف ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ نبی کریم ﷺ کو متصف کیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ: "قبول کیجئے معذرت (خطاکاروں سے) اور حکم دیجئے نیک کاموں کا"۔(الاعراف:199) مروی ہے کہ جب یہ آیت نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے اس کا مطلب دریافت کیا عرض کیا: میں اللہ تعالیٰ سے پوچھ کر عرض کروں گا۔ چنانچہ وہ گئے اور آئے پھر عرض کیا: اے نبی ﷺ آپ کو اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ آپ اس سے ملیں جو آپ کو چھوڑتا ہے اور اس کو عطا فرمائیں جو آپ کو محروم رکھتا ہے اور اس کو معاف فرمادیں جو آپ پر ظلم کرتا ہے"۔(تفسیرِ ابنِ حریر، 09/105۔ اخلاق النبی ﷺ:06) ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ: "اور صبر کیا کرو ہر مصیبت پر جو تمہیں پہنچے"۔(لقمان:17) مزید ارشاد فرمایا۔ ترجمہ: "پس (اے محبوب (ﷺ) آپ صبر کیجیے جس طرح اولوالعزم (رسولوں نے صبر کیا تھا"۔(الاحقاف:35) "اور چاہیے کہ (یہ لوگ) معاف کردیں اور درگزر کریں"۔(النور:22
ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ: "اور جو شخص (ان مظالم پر) صبر کرے اور (طاقت کے باوجود) معاف کردے تو یقیناً یہ بڑی ہمت کاموں میں سے ہے"۔(الشوریٰ:43) اس میں خفا نہیں کہ آپ ﷺ کا حلم و تحمل بکثرت منقول ہے۔ ہر حلیم میں کوئی غلطی اور کوئی بے فائدہ بات معلوم ہوتی ہے لیکن نبی کریم ﷺ کا یہ حال ہے کہ کثرت ایذا کے باوجود آپ ﷺ کا صبر ہی بڑھتا ہے اور بیوقوفوں کی زیادتیوں پر آپ ﷺ کا حلم ہی زیادہ ہوتا رہتا۔ حدیث نبوی ﷺ ہے: "ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بالاسناد مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کبھی نبی کریم ﷺ کو دو باتوں میں سے کسی ایک بات پر اختیار دیا جاتا تو ان میں سے آسان کو پسند فرماتے جب تک گناہ نہ ہو، مگر گناہ کی بات ہوتی تو اس سے لوگوں کی نسبت بہت دور رہتے۔ آپ ﷺ نے اپنے لئے کبھی انتقام نہ لیا سوائے اس کے کہ وہ حدودِ الٰہی کی بے حرمتی کرے تب آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی حدود کے لئے بدلہ لیتے"۔(صحیح البخاری:(08/26) غزوہ احد میں جب آپ ﷺ کے سامنے کے دندان مبارک شہید ہوئے اور آپ ﷺ کا چہرہ انور لہولہان ہوگیا۔ یہ بات صحابہ کرام رضی اللہ عنھم پر سخت گراں گزری۔ سب نے عرض کیا کہ حضور ﷺ ان پر بددعا فرمائیں۔ نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا: "میں لعن کرنے والا نہیں بھیجا گیا لیکن مجھے اللہ کی طرف بلانے والا اور رحمت فرمانے والا بھیجا ہے۔ اے خدا میری قوم کو ہدایت دے وہ مجھ کو نہیں جانتے"۔(امام سیوطی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے کلام میں عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے یوں دعا کی: "اے میرے رب! نہ چھوڑ روئے زمین پر کافروں میں سے کسی کو بستا ہوا"۔(نوح:26) اگر آپ ﷺ بھی اسی طرح ہم پر بددعا فرماتے تو ہم آخر تک ہلاک ہوجاتے کیونکہ آپ ﷺ کی عمر مبارک دوہری کی گئی، آپ ﷺ کا چہرہ انور زخمی کیا گیا اور آپ ﷺ کے اگلے چاروں دندان مبارک شہید کیے گئے۔ باوجود اس کے آپ ﷺ نے کلمہ خیر کے سوا بددعا سے انکار ہی فرمایا اور ارشاد فرمایا: "اے خدا میری قوم کو معاف فرمادے یہ ناسمجھ ہیں"۔ اور اس پر غور کریں کہ اس میں کس قدر فضیلت، درجات، احسان، حسن خلق، کرم نفس، غایت صبر اور حلم جمع ہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے صرف ان سے سکوت پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ معاف بھی فرمادیا۔ پھر شفقت

ومحبت فرماتے ہوئے ان کے لئے دعا اور سفارش بھی فرمائی۔ پس فرمایا: اے خدا ان کو بخش دے یا فرمایا کہ ان کو ہدایت دے۔ پھر اس شفقت ورحمت کا سبب بھی بیان فرمادیا کہ "یہ میری قوم" ہے۔ پھر ان کی عذر خواہی کے طور پر ان کی جہالت کی وجہ میں فرمایا: "یہ ناسمجھ ہیں"۔ اس پر بھی غور کریں کہ جب ایک شخص نے حضور ﷺ سے کہا کہ انصاف فرمائیے۔ یہ تقسیم خدا کی خوشنودی کے لئے نہیں ہے اس پر نبی کریم ﷺ نے اس کے سوا کچھ نہ فرمایا اور اس کو اس کی جہالت ونافہمی پر خبردار کیا اور اس کو نصیحت کی۔ فرمایا: "تجھ پر افسوس ہے اگر میں انصاف نہ کروں گا تو اور کون کرے گا اور جو صحابی اس کے قتل کرنے کا ارادہ کر رہے تھے آپ ﷺ نے ان کو منع فرمایا"۔ (صحیح البخاری: 04/ 75)

یہ بھی مقام فکر ہے کہ جب غوث بن حارث نے نبی کریم ﷺ کو بے خبری میں قتل کرنے کا قصد کیا درآنحالیکہ حضور ﷺ ایک درخت کے نیچے تنہا آرام فرمارہے تھے۔ ناقلین واقعات غزوات میں سے ایک شخص نقل کرتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس سے کچھ نہ کہا اور آپ ﷺ اس وقت بیدار ہوئے جب وہ تلوار سونت کر آپ ﷺ کے سر پر کھڑا تھا اور وہ کہہ رہا تھا کہ اب کون تم کو میری تلوار سے بچائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ" تب اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ پھر نبی کریم ﷺ نے تلوار پکڑ کر فرمایا بتا کون اب تجھ کو میرے وار سے روکے گا؟ اس نے کہا: "آپ ﷺ اچھے پکڑنے والے بنیں۔ پس آپ ﷺ نے چھوڑ دیا اور اس کو معاف کر دیا۔ پھر وہ اپنی قوم میں آیا اور کہا: میں تمہارے پاس ایسے شخص سے مل کر آیا ہوں جو تمام لوگوں سے بہتر ہے"۔ (صحیح مسلم: 06/ 1876) "آپ ﷺ کی بڑی مہربانیوں اور عفو ودرگزر کے واقعات میں سے اس یہودی عورت کا قصہ ہے جس نے آپ کو بکری کے گوشت میں زہر ملا کر دیا تھا۔ صحیح روایت میں ہے کہ اس نے اس کا اعتراف بھی کر لیا تھا"۔ (صحیح مسلم: 04/ 1786) "آپ ﷺ نے لبید بن الاعظم پر جبکہ اس نے آپ ﷺ پر جادو کیا تھا، کوئی مواخذہ نہیں کیا۔ حالانکہ آپ ﷺ کو وحی کے ذریعہ تمام حالات کا علم ہو گیا تھا- آپ ﷺ نے اس پر عتاب تک نہ فرمایا چہ جائیکہ سزا دیتے۔ (سنن نسائی: 03/ 143) "ایسے ہی عبداللہ بن ابی وغیرہ منافقین پر باوجودیکہ ان کے قول وعمل سے بڑی زیادتیاں پہنچیں۔ آپ ﷺ نے مواخذہ نہیں فرمایا حتیٰ کہ بعض نے ان کے قتل کا بھی اشارہ کیا تھا۔ ان کو بھی منع کر دیا اور فرمایا: ایسا نہ ہو کہ لوگ یہ کہیں کہ محمد ﷺ تو اپنے اصحاب ہی کو قتل کرنے لگے"۔ (صحیح البخاری: 04/ 147) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ: "میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ پر ایک گاڑھے کی چادر حاشیہ دار تھی اس کو ایک اعرابی نے شدت وسختی سے کھینچا یہاں تک کہ چادر کے حاشیہ کا اثر آپ ﷺ کے گردن پر نمودار ہو گیا۔ پھر اس نے کہا: اے محمد ﷺ میرے ان دونوں اونٹوں پر وہ مال جس کو خدا نے تمہیں دیا ہے لاد دو کیونکہ تم مجھے نہ اپنے مال اور نہ اپنے باپ کے مال سے دیتے ہو۔ آپ ﷺ خاموش رہے۔ آپ ﷺ نے صرف اتنا فرمایا کہ مال تو اللہ ہی کا ہے میں تو اس کا بندہ ہوں۔ پھر فرمایا: اے اعرابی تم سے اس کا بدلہ لیا جائے گا جو تم نے میرے ساتھ سلوک کیا ہے۔ اس نے کہا نہیں آپ ﷺ نے پوچھا کس سبب سے؟ اعرابی نے کہا: اس لئے کہ آپ ﷺ کی یہ عادت کریمہ ہے ہی نہیں کہ آپ ﷺ برائی کا بدلہ برائی سے

لیں۔ تب حضور ﷺ مسکرا دیے۔ پھر حکم دیا کہ اس کے ایک اونٹ کو جَو سے اور دوسرے اونٹ کو کھجور سے بھر دو"۔(صحیح البخاری:07/126)ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ:"میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی ظلم کا بدلہ لیتے نہیں دیکھا۔ جب تک کہ کوئی اللہ کے محرمات کی بے حرمتی نہ کرے اور کبھی اپنے ہاتھ سے کسی کو نہ مارا۔ سوائے اس صورت کے کہ آپ ﷺ جہاد فی سبیل اللہ فرما رہے ہوں۔ نہ کبھی آپ ﷺ نے کسی خادم کو مارا اور نہ کسی بیوی کو"۔(شمائل ترمذی:275)ایک شخص گھسیٹ کر آپ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا اور اس کے بارے میں کہا گیا کہ یہ آپ ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا:"تو مت ڈر، تو مت ڈر اگر تیرا یہ ارادہ ہے تو ہرگز اس پر قادر نہ ہوگا۔(طبرانی و مسند امام احمد)نبی کریم ﷺ کی خدمت میں زید بن سعنہ اسلام لانے سے قبل آیا اور اپنے قرض کا تقاضا کیا اور آپ ﷺ کے کپڑے کو آپ ﷺ کے کندھوں سے کھینچ لیا اور کپڑے کو اکٹھا کر کے پکڑ لیا اور سختی کے ساتھ کلام کیا۔ پھر کہا کہ اے عبد المطلب کے فرزند تم دیر کرنے والے وعدہ خلاف ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو جھڑکا اور سخت سے جواب دیا اور نبی کریم ﷺ مسکرا رہے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ! ہم اس سے سِوا، اور بات کرنے کے خواہشمند تھی یعنی یہ کہ مجھ کو اچھی طرح ادا کرنے کو کہتے اور اس کو اچھے تقاضے کی نصیحت کرتے۔ پھر فرمایا: اس کی مدت میں ابھی ایک تہائی وقت ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کا مال ادا کر دو اور اس کو بیس صاع مزید دے دو کیونکہ تم نے اس کو خوفزدہ کیا ہے۔ پس یہی سبب زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا بنا۔ کیونکہ وہ کہتا تھا کہ میں نے حضور ﷺ کے چہرہ انور سے تمام علامات نبوت معلوم کر لی تھیں صرف دو باقی تھیں کہ میں نے ان کا امتحان نہ کیا تھا وہ یہ کہ آپ ﷺ کا حلم آپ ﷺ کے امی ہونے پر بڑھ جائے گا اور آپ ﷺ کی ظاہری شرف لاعلمی آپ ﷺ کے حلم ہی کو اور زیادہ کرے گی۔ سو میں نے اس کو بھی آزما لیا اور ویسا ہی پایا جیسا کتب سابقہ سماویہ میں آپ ﷺ کی تعریف لکھی تھی"۔(مجمع الزوائد:08/2321)احادیث میں نبی کریم ﷺ کی باوجود قدرت و طاقت آپ ﷺ کے حلم و صبر اور عفو کے واقعات اس کثرت سے ہیں جو ہم بیان نہیں کر سکتے۔

آپ ﷺ کو قریش کی ایذاؤں اور جاہلوں کی تکالیف اور مصیبتوں کا ہر وقت سامنا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان پر مظفر و فتح یاب کیا اور ان پر حاکم کر دیا۔ حالانکہ وہ اپنی جماعت کے استیصال اور اپنے گروہ کی ہلاکت میں شک نہیں کرتے تھے۔ لیکن آپ ﷺ نے سوائے معافی و درگزر کے کچھ نہ کیا اور فرمایا:"تم کیا گمان کرتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ سے بھلائی کی امید ہے کیونکہ آپ ﷺ سخی بھائی ہیں اور سخی بھائی کے فرزند ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں آج وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا: "نہیں کوئی گرفت تم پر آج کے دن"۔(یوسف:92) جاؤ تم سب آزاد ہو۔(دلائل النبوۃ للبیہقی:05/85)حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:"مقام تنعیم میں صبح کی نماز کے وقت اسی مرد اترے تا کہ وہ رسول ﷺ کا مقابلہ کریں۔ پس وہ سب

کے سب گرفتار کر لئے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سب کو آزاد کر دیا۔ (سنن الترمذی: 05 / 62) اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ترجمہ: "اور اللہ وہی ہے جس نے روک دیا تھا ان کے ہاتھوں کو تم سے"۔ (الفتح: 24) وہ ابوسفیان جب گرفتار کر کے لائے گئے جنہوں نے مختلف قبیلوں کا اکٹھا کر کے آپ ﷺ پر چڑھائی کی تھی اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کے چچا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو شہید کر کے ان کا مثلہ کیا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کو بھی معاف فرما دیا اور نرمی سے کلام کیا اور فرمایا: اے ابوسفیان! افسوس کیا ابھی تم پر وہ وقت نہیں کہ تم کہو "لا الہ الا اللہ" انہوں نے کہا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ کتنے حلیم ہیں اور کیسے ملانے والے ہیں اور کس قدر کریم ہیں"۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی: 05 / 34) نبی کریم ﷺ لوگوں کی نسبت غصہ سے بہت دور اور خوشی میں سریع السیر (خوشی کی طرف جلدی کرنے والے) تھے۔ (ابو شیخ فی اخلاقہ: 71) نبی کریم ﷺ کی حلم و بردباری نے دنیا کو یہ سکھایا کہ حقیقی عظمت طاقت میں نہیں بلکہ برداشت، درگزر اور نرمی میں ہے۔ آج کے پر تشدد اور غصہ بھرے معاشرے میں ہمیں نبی ﷺ کی سیرت سے سبق لینا چاہیے اور اپنی زندگیوں میں حلم و بردباری کو اپنانا چاہیے۔

شیخ ابو الطیب محمد بن ابراہیم السَّبتی المالکی رحمۃُ اللہِ علیہ:

امام جلالُ الدّین سُیوطی شافعی نے اَلْحَاوِی لِلْفَتَاوٰی میں 700 سال پہلے وصال فرمانے والے شیخ امام کمالُ الدّین الادفوی (وفات: 748ھ) کا قول نقل کیا ہے کہ "ہمارے ایک دوست ناصرُ الدّین محمود بن عمّاد نے ہمیں بتایا کہ ابوطیب محمد بن ابراہیم سبتی مالکی حضور نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت کے دن مدرسے میں چھٹی کر دیتے اور مدرسے کے استاذ فقیہ عثمان سے فرماتے: اے فقیہ! آج خوشی و مسرّت کا دن ہے، بچّوں کو رخصت دے دو۔ پس ہمیں رخصت دے دی جاتی۔ ان کا یہ عمل ان کے نزدیک میلاد منانا اچھا ہونے کا ثبوت ہے شیخ محمد بن ابراہیم مالکیوں کے بہت بڑے فقیہ اور ماہرِ فن تھے اور بڑے زُہد و تقویٰ والے تھے۔ علّامہ ابوحیان اور دیگر علما نے ان سے اِکتسابِ فیض کیا ہے اور انہوں نے 695ھ میں وفات پائی۔"

الطالع السعید، ص 478، الحاوی للفتاویٰ، 2 / 230



خورشید رسالت کی جلوہ گری

مولانا محمد خلیل فیضانی
استاذ: دارالعلوم فیضان اشرف باسنی

ولد الحبیب ومثلہ لایولد　　ولد الحبیب مطیبا ومکحلا
ولد الحبیب وخدہ یتورد　　والنور من وجناتہ یتوقد

______ جن کے ظہور پر نور سے سارا عالم نکہتوں میں ڈوب گیا، شادابی اور خوش حالی کا دور دورہ ہوا، مور و ملخ بھی رقصاں و فرحاں نظر آنے لگے، بحر و بر کا چپہ چپہ نزہت و کیف کی تصویر بن گیا، آفاق جگمگانے لگے، آسمانوں پر پہرے بٹھا دیے گئے، شیاطین جکڑ دیے گئے، نار سعیر کو دہکانا روک دیا گیا اور ابواب نعیم وا کر دیے گئے۔

ان کی آمد سے قبل کا نقشہ کچھ الگ ہی تھا، ہر جگہ سفاکیت، بہیمیت، جہالت اور حیوانیت کا خونیں پنجہ گڑھا ہوا تھا، نتیجتا، نقش گیتی زار زار،، زندگیاں آزار، عصمتیں نیلام، اور عزتیں پامال تھیں۔

پیر کرم شاہ ازہری دور جاہلیت کو محاکاتی انداز میں کچھ یوں بیاں کرتے ہیں-:

خیابان ہستی اجڑا پڑا تھا، خزاں کی چیرہ دستیوں سے گلوں کی نکہت افشانیوں اور عنادل کی نغمہ ریزیوں کی یاد تک بھی گلدستہ طاق نسیاں بن چکی تھیں؛

روشیں ویران تھیں اور آب جوئیں خشک، جہاں کبھی سبزہ نودمیدہ جنت نگاہ ہوا کرتا تھا وہاں خاک اڑ رہی تھی یاس و قنوط کی ایک ہمہ گیر کیفیت طاری تھی کہ اچانک فاران کی چوٹیوں سے ایک گھنگھور گھٹا اٹھی جس کا ہر قطرہ بہار آفریں اور جس کا ہر چھینٹا فردوس بداماں تھا یہ گھٹا برسی برسی اور خوب دل کھول کر برسی یہاں تک کہ گلزار کہ گلزار عالم میں پھر آثار حیات نمودار ہونے لگے انسانیت کے پژمردہ چہرے پر پھر شباب و قوت کی سرمستیاں ظہور پذیر ہونے لگیں، خودداری و عزت نفس شجاعت و ایثار کے افسردہ درختوں کی عریاں شاخوں کو از سر نو خلعت برگ و بار عطا ہوئی قمریوں نے پھر عفت قلب و نظر کا نغمہ چھیڑا

توہمات وعقائد باطلہ کے قفس کی تتلیاں ایک ایک کر کے ٹوٹیں اور ہمائے بشریت کو توحید کی مقدس ومطہر رفعتوں سے پھر دعوت پرواز آنے لگی دنیاوالوں نے اس شوخ وشنگ اور خیرات وبرکات سے بھرپور گھٹا کو "محمد "(بہت ہی تعریف کیا گیا) صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے دلنواز نام سے پکاراعالم بالا کے مکینوں نے اسے احمد (اپنے رب کا سب سے زیادہ ثناخواں) کہالیکن حقیقت کی دلفریبیوں سے نقاب اس وقت اٹھاجب اس خالق وپروردگار نے اسے اپنی کائنات سے یوں روشناس کیا" وما ارسلنك الا رحمة للعلمين '(الانبیاء) ترجمہ: "اے حبیب! ہم نے تجھ کو تمام جہانوں کے لئے صرف سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

خورشید رسالت کی جلوہ گری سے سحاب ظلمت چھٹ گئے، ظلمت وضلالت کے دبیز پردے چاک ہوئے، آسمانی انوار سے مطلع کائنات جگمگانے لگا، انجم واختر زمین سے اس قدر قریب ہوئے کہ دیکھنے والوں کو گرنے کا گماں گزرنے لگا۔

اس نور قدسی کا ظہور جس شان واہتمام سے ہوا اس کا تصور ہی ایمان افروز اور دل پذیر ہے۔

حضور صدر الافاضل -رحمہ اللہ- لکھتے ہیں-:

کارساز قدرت نے اب اس وجود اقدس کو نرالے انداز کے ساتھ عجب شان وشوکت سے ظاہر فرمایا،

دنیامیں تبدیلیاں ہوئیں، فصلی اور موسمی تغیرات نے ایک عظیم انقلاب پیدا کرنے والی ہستی کے ورود کی خبر دی قحط سالی رفع ہوئی، تمام جہاں مرفہ الحال ہو گیا، اس کو اس مولود مسعود کی دعوت عامہ اور ضیافت سرور کہیے، خواہ صدقہ اور خیرات سمجھیے، حاصل یہ کہ عالم گیر مصیبت کے بجائے رحمت عامہ کا نزول ہوا، خشک اور چٹیل میدان سرسبز وشاداب ہوئے سوکھے درخت پھل لائے، دبلے جانور فربہ ہو گئے بھوکے قحط زدہ سیر معلوم ہونے لگے عالم کا نقشہ بدل گیا، دنیا کی کایاپلٹ گئی نظام قدرت کے عظیم الشان تبدل نے ایک سر الٰہی کے ظہور کا پتا دیا. بت خانوں میں ہلچل مچی بت سر بہ خاک ہوئے جھوٹی خدائی کی جھوٹی شوکت خاک میں ملی باطل معبودوں کی رسوائی وخواری نے ان کے بطلان کی شہادت دی آتش خانوں کی صدہا سالہ آگ سرد ہوئی عزت وجبروت والے بادشاہوں کے قصر وایوان زلزلہ میں آئے فلک رفعت قلعوں کے کوہ ساہاں دیواریں شق ہوئیں کنگورے سربسجود ہوئے شیاطین کے تخت الٹ گئے ربانی انوار خطہ خاک کی طرف متوجہ ہوئے عالم ملائکہ میں دھومیں مچیں روحانیت کے ورود سے صحن زمین پر ہو گیا آرزومندان جمال کی چشم تمنا واہوئی

نرگس منتظر کا فرش بچھا...

رحمت الٰہی کا شامیانہ تنا....

گلشن تمنامیں باد مراد چلی...

بام کعبہ پر علم سبز نصب ہوا...

کونین کے تاجدار کی آمد آمد

کا غلغلہ مچا جہان نور سے معمور ہوا فرح وطرب نے عالم پر قبضہ

کیا شب غم نے بستر اٹھایا...
صبح امید نے چہرہ دکھایا

20 اپریل 571 عیسوی یا ۱۲ ربیع الاول کو صبح صادق کے وقت صبح صادق نے طلوع فرمایا۔

ان کی آمد کے تذکرے کیجیے،

ان کی اداؤں کو یاد کیجیے، ان کی یاد میں مست مگن رہنے کا ذوق پیدا کیجئے، ان کا ذکر اپنی عادت کیجیئے؛ پھر کیا دنیا اور کیا دنیا کے غموں کی حیثیت!

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں
(رضا بریلوی)

محدثِ عظیم ملا علی قاری رحمۃُ اللہِ علیہ:

400 سال پہلے وصال فرمانے والے عظیم محدث و متکلم مُلّا علی قاری رحمۃُ اللہِ علیہ (وفات: 1014ھ) میلادُ النبی کے موقع پر ضیافتوں اور صدقہ و خیرات کا تذکرہ کرنے کے بعد اپنے بارے میں اور میلادُ النبی کے عنوان پر اپنی تالیف "اَلْمَوْرِدُ الرَّوِی فِی مَوْلِدِ النَّبَوِی" کے بارے میں لکھتے ہیں: "جب میں ظاہری دعوت و ضیافت سے عاجز ہوا تو یہ اَوراق میں نے لکھ دیئے تاکہ یہ معنوی ضیافت ہو جائے اور زمانہ کے صفحات پر ہمیشہ رہے، سال کے کسی مہینے سے مختص نہ ہو اور میں نے اس کا نام "اَلْمَوْرِدُ الرَّوِی فِی مَوْلِدِ النَّبَوِی صَلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم" رکھا ہے۔

المورد الروی فی مولد النبوی، ص 34



رُعب و دبدبہ مصطفیٰ ﷺ

مولانا اکرام رضا مدنی

مصطفیٰ کریم ﷺ کو اللہ پاک نے بے شمار خصوصیات عطا فرمائی ی ہیں جو پہلے کسی نبی و رسول کا عطا نہ ہوئی یں۔ مصطفیٰ کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس سراپا نور، سراپا جمال اور سراپا کمال ہے۔

انہیں کمالات میں سے ایک رعب و دبدبہ بھی ہے

رعب و دبدبہ مصطفیٰ ﷺ

مصطفیٰ کریم ﷺ کا رعب و دبدبہ ایک ایسا پہلو ہے جسے تاریخ کے ہر دور میں تسلیم کیا گیا۔ آپ ﷺ کے رعب کی بنیاد کسی دنیاوی طاقت، لشکر یا ظاہری جاہ و جلال پر نہیں تھی بلکہ یہ خالصتاً ربانی جاہ و جلال اور نورانی عظمت کا پرتو تھا۔ آپ ﷺ کی مبارک شخصیت ایسی تھی کہ جو بھی دیکھتا، خواہ مومن ہوتا یا کافر، دل کی گہرائیوں سے آپ کے رعب اور عظمت کا قائل ہو جاتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو ادب اور ہیبت سے نگاہیں جھک جاتیں اور دل خوف و محبت سے لبریز ہو جاتے۔ دشمن بھی جب مقابلے میں آتا تو آپ ﷺ کے چہرۂ انور کے جلال اور آپ کی ذات کی ہیبت سے لرزاں و ترساں ہو جاتا تھا۔

یہ رعب و دبدبہ دراصل آپ ﷺ کی نبوت، تقویٰ، صدق و امانت اور اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت کا نتیجہ تھا، جس نے آپ کو نہ صرف عرب بلکہ عجم تک عظمت اور جلالت کا محور بنا دیا۔

تاریخ اسلام اس بات پر شاہد ہے کہ بڑے بڑے سرداران قریش اور رئیسانِ مکہ آپ ﷺ کی شخصی وجاہت اور وقار و تمکنت سے مرعوب ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ تاریخ کے دامن میں ایسے واقعات محفوظ ہیں کہ ابوجہل، ابولہب، مغیرہ، عتبہ، شیبہ اور امیہ جیسے صاحبانِ رعونت بھی ہیبت و جلالِ مصطفیٰ ﷺ کے سامنے ڈھیر ہوگئے۔ آپ ﷺ کا اتنا رعب و دبدبہ تھا کہ حوالی مدینہ میں آباد قبائل اپنے جم غفیر اور کثیر جنگی ساز و سامان کے باوجود اپنے مضبوط قلعوں میں بھی نبی کریم ﷺ کی پیغمبرانہ جلالت سے تھر تھر کانپنے لگتے تھے۔ کئی قبائل کے سرکردہ افراد تو آپ ﷺ کے مطیع ہوگئے۔ یہی ربانی جلال تھا جس نے بغیر تلوار کے بھی ہزاروں دلوں کو مسخر کر لیا اور انسانیت کو آپ ﷺ کے حضور جھکنے پر مجبور کر دیا۔

رعب و دبدبہ، شان و شوکت اور جلال و ہیبت کا تعلق عمومی طور پر دنیاوی عہدوں اور مناصب کا لازمہ سمجھا جاتا ہے۔ عام طور پر بادشاہانِ وقت اور شہنشاہانِ دنیاوی اور آج کل کی اصطلاح میں صدرِ مملکت اور وزرائے اعظم کا پروٹوکول اتنا ہوتا ہے کہ ایک معمولی اور چھوٹا انسان بھی بہت بڑا اور پر ہیبت منظر پیش کر رہا ہوتا ہے۔ لیکن سید الانبیاء کا رعب و جلال فطری تھا جس سے بڑے بڑے بادشاہ مرعوب ہوتے تھے۔

تذکرہِ رعبِ مصطفی ﷺ، بزبانِ مصطفی

کریم آقا ﷺ نے اپنے اس کمال مصطفائی کا تذکرہ اپنی زبان اقدس سے فرمایا:

چنانچہ: بخاری شریف میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ"

(وفی روایۃ المسلم) وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ (صحیح مسلم 523)

ترجمہ: "مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں: (ان میں سے پہلی یہ کہ) یعنی ایک مہینے کی مسافت تک رعب و دبدبے کے ذریعے میری مدد کی گئی۔"

(صحیح بخاری، حدیث: 335)

"اور رعب سے میری مدد کی گئ" (صحیح مسلم)

مشکوۃ شریف میں موجود اسی حدیث کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

"یعنی جو دشمن مجھ سے جنگ کرنے آئیں ابھی وہ ایک ماہ کے راستہ پر مجھ سے دور ہوتے ہیں کہ ان کے دل میں میری ہیبت چھا جاتی ہے، اگرچہ وہ جنگ کریں مگر مرعوب ہو کر، یہ معجزہ کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔

اب بھی حضور کے روضۂ اطہر پر پہلی حاضری کے وقت زائر کے دل میں حضور کی ہیبت بہت ہی ہوتی ہے بعد میں حضور سے انس و محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ "

(روایتِ مسلم کی شرح کرتے ہوئے فرمایا) "دشمنوں کے دل میں قدرتی طور پر حضور کا رعب تھا ایسا دیکھا گیا ہے کہ حضور انور اکیلے سو رہے ہیں کافر تلوار لے کر آ کھڑا ہوا مگر قتل نہ کر سکا تھر تھرا کر گر گیا"

(مراٰۃ المناجیح، جلد 8، ص 9)

امام ابن حجر عسقلانی شافعی اپنی کتاب "فتح الباری" میں مسافتِ ماہ کے ذکر کی حکمت بیان فرماتے ہیں:

"أَنَّ الْحِكْمَةَ فِي الِاقْتِصَارِ عَلَى الشَّهْرِ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمَمَالِكِ الْكِبَارِ الَّتِي حَوْلَهُ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ كَالشَّامِ وَالْعِرَاقِ وَالْيَمَنِ وَمِصْرَ لَيْسَ بَيْنَ الْمَدِينَةِ النَّبَوِيَّةِ لِلْوَاحِدَةِ مِنْهَا إِلَّا شَهْرٌ" ترجمہ: "ایک ماہ کی مسافت کا ذکر کرنے کی حکمت یہ ہے کہ (کفار

اور یہود و نصاریٰ کی) بڑی طاقتوں کے مراکز مدینہ پاک سے ایک ماہ کے فاصلے پر واقع تھے جیسے شام، عراق، یمن اور مصر" (فتح الباری، دار المعرفۃ بیروت جلد 6، ص 128)

امام ترمذی اپنی کتاب "نوادر الاصول فی احادیث الرسول ﷺ" میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

"فإذا جعل نصرته من الرعب فقد أعطي جندا لا يقاومه أحد ولم يُعط أحد من الرُّسُل ذَلِك فكَانَ أَيْن مَا ذكر من مسيرَة شهر وَقع ذَلِك الرعب فِي قلب عدوه فذل بمكانه"

ترجمہ: "جب نبی پاک ﷺ کی رعب کے ذریعے مدد کی گئی تو آپ علیہ السلام کو ایسے لشکر عطا کئے گئے کہ جن کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ایسے لشکر کسی اور رسول کو عطا نہیں کئے گئے اور جہاں کہیں بھی ایک ماہ کی مسافت پر آپ کا ذکر کیا جاتا تو دشمن کا دل دہل جاتا اور وہ اسی جگہ پست ہمت ہو جاتا" (سبحان اللہ)

(نوادر الاصول فی احادیث الرسول ﷺ، دار الجیل، بیروت، لبنان، جلد 3، ص 151)

رعب و جلال مصطفی ﷺ کی مختلف صورتیں

حضور انور ﷺ کے رعب و جلال کی مختلف جہتیں تھیں ان میں سے ایک جہت یہ تھی کہ

.1 دور بیٹھے دشمن کا مرعوب ہونا

دشمن اپنی کثیر تعداد کے باوجود، اسلامی لشکروں سے خوف زدہ رہتا تھا۔

مشرکین مکہ اور مدینہ کے یہودیوں کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو پتا چلتا ہے کہ وہ ہر وقت شمع اسلام کو بجھانے کے منصوبے بناتے، اور نجی مجالس میں مصطفی کریم کو معاذ اللہ شہید کر دینے کی ناپاک سوچیں سوچتے!!! مگر جب اپنی چشم تصور سے داعی اسلام حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھتے تو ان پر سرکار مدینہ ﷺ کا ایسا رعب طاری ہو جاتا کہ ان کے تمام قبیح منصوبے اور ناپاک ارادے پانی کی جھاگ کی طرح بیٹھ جاتے۔

چنانچہ اس حوالے سے امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "إِنَّ الْغُزَاةَ: إِذَا خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِالنِّيَّةِ الْخَالِصَةِ وَضَرَبُوا بِالطَّبْلِ وَقَعَ الرُّعْبُ وَالْهَيْبَةُ فِي قُلُوبِ الْكُفَّارِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ فِي شَهْرٍ، عَلِمُوا بِخُرُوجِهِمْ أَوْ لَمْ يَعْلَمُوا"

ترجمہ: "جب اسلامی لشکر اپنے علاقے سے جہاد کی نیت سے نکلنے لگتے اور جنگ کا نقارہ بجاتے تو کفار کے دلوں میں مہینے بھر کے فاصلہ پر ہی رعب طاری ہو جاتا خواہ انہیں مجاہدین کے نکلنے کا علم ہوتا یا نہ ہوتا"

2۔ اجنبی افراد کا دیکھتے ہی مرعوب ہونا

کریم آقا ﷺ کے رعب و ہیبتِ جلال کا یہ عالم تھا کہ کوئی اجنبی شخص جونہی آپ کو دیکھتا تو آپ ﷺ کا رعب و جلال اس کے دل میں بیٹھ جاتا تھا۔

چنانچہ علی المرتضی رضی اللہ عنہ رعب و جلالِ اقدس کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"مَن رَاٰہُ بدیھۃً ھَابَہٗ". ترجمہ: "جو شخص اچانک حضور کو دیکھتا تو اس پر رعب چھا جاتا"

(سنن الترمذی، حدیث:3638)

قرب مصطفی کی برکت

رحمت عالم ﷺ کا رعب ضرور تھا مگر جو آپ ﷺ کے قرب میں آجاتا تھا* "رحمۃ للعٰلمینی" * کا فیض و طمانیت محسوس کرتا تھا۔ علامہ عبد الرؤف مناوی فرماتے ہیں: "ھو عظیم فی نفسہ معظم فی القلوب والعیون عند کل من راہ صلی اللہ علیہ وسلم" ترجمہ: "آپ ذات کے لحاظ سے عظیم اور ہر دیکھنے والے کے دل اور نظر میں عظمت والے تھے"

(شرح الشمائل بر حاشیہ جمع الوسائل، ص349)

میرے آقا ﷺ کی یہی قدرتی وجاہت تھی کہ مخالف نہ چاہتے ہوئے بھی آپ ﷺ کی تعظیم کرنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔

مجلس پر آپ کا رعب

بارگاہِ مصطفی کا یہ عالم تھا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان پر آپ کا رعب و وقار چھا جاتا تھا اور وہ درختوں کی مانندیوں ساکت ہو کر بارگاہ مقدسہ میں بیٹھا کرتے تھے گویا کہ سر پر پرندے بیٹھے ہیں جو ذرا سی حرکت پر اڑ جائیں گے

چنانچہ خادم مصطفی، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ، رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھنے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"کنا نجلس عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانما علی رؤوسنا الطیر ما یتکلم منا احد الا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما"

ترجمہ: "ہم حضور نبی کریم کی محفل پاک میں اس طرح بیٹھے تھے گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے ہوں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر کے علاوہ کسی میں آپ کے ساتھ گفتگو کرنے کی جرات نہ ہوتی تھی"

(سبل الہدی والرشاد، ج7، ص:108)

کفار پر رعب و دبدبہ

ایک مرتبہ دوران سفر حضور ایک سایہ دار درخت کے نیچے آرام فرما تھے کہ اچانک وہاں ایک اعرابی آنکلا اور آپ کی تلوار جو آپ نے درخت کی شاخ سے ٹکا رکھی تھی لے کر کہنا لگا: من یمنعك منی؟ اب تمہیں مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا "اللہ عزوجل" یہ سن کر وہ شخص اتنا مرعوب ہوا کہ اس نے فوراً تلوار نیام میں کرلی۔ (یہ واقعہ حضور نے صحابہ کرام کو خود بیان فرمایا جس کے راوی حضرت جابر ہیں۔) (صحیح بخاری، حدیث:2756)

کفار پر رعبِ مصطفی ﷺ کا یہ عالم تھا کہ ہرقل جیسے بادشاہ کے پاس جب سرکار مدینہ ﷺ کا خط پہنچا تو وہ بھی رعب و دبدبہ کی وجہ سے بے چین ہو گیا اور ابو سفیان کو بلوا کر نبی کریم ﷺ کے متعلق معلومات لیں۔

اس کی اس حالت کو دیکھ کر ابو سفیان رضی اللہ عنہ بھی کہنے لگے کہ:

لقد أَمِرَ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ، إِنَّهُ يَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ. فَمَا زِلْتُ مُوقِنًا أَنَّهُ سَيَظْهَرُ حَتَّى أدخل الله على الإسلام

ترجمہ: "بخدا! ابو کبشہ کے بیٹے (محمد مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کی شان بہت بڑھ گئی اتنی کہ ان سے شہنشاہ روم ڈرنے لگا۔ اس وقت سے مجھے اس بات کا یقین ہو گیا کہ حضور بہت جلد غالب ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام داخل فرمادیا"

(صحیح بخاری حدیث: 9)

(نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی والدہ کے نانا جان کا نام ابو کبشہ تھا)

آمد مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا رعب

میرے اور آپ کے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ولادت مبارکہ سے جہاں عالم کفر کی بنیادیں ہل گ ئی یں، وہیں مشرکین مکہ کا تہوارِ عید بھی خاک آلود ہو گیا۔

چنانچہ * شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اپنی مشہور زمانہ کتاب "مدارج النبوۃ" میں ولادت مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وقت رونما ہونے والی نشانیاں بیان کرتے ہوئی ے فرماتے ہیں:

"انہیں نشانیوں میں سے بتوں کا اوندھے منہ گرنا اور ان کا ذلیل و خوار ہونا ہے۔ قریش کا ایک بت تھا۔ وہ ہر سال اس بت کے نزدیک آتے عید اور جشن مناتے۔ اس کے سامنے اعتکاف کرتے تھے۔ ایک رات انہوں نے دیکھا کہ وہ بت اوندھا پڑا ہوا ہے انہوں نے اسے اٹھا کر اپنی جگہ کھڑا کیا مگر وہ دوبارہ گر پڑا پھر کھڑا کیا سہ بارہ پھر گر پڑا۔ جب انہوں نے اس حال کا مشاہدہ کیا تو وہ بہت غمگین و ملول ہوئے اور اسے اپنی جگہ مضبوط کر کے باندھ دیا اس وقت اس بت کے خول سے یہ آواز سنی وہ کہہ رہا تھا:

تَرَدّٰی بِمَوْلُوْدٍ أَضَاءَتْ بِنُوْرِهٖ

جَمِيعُ فِجَاجِ الْأَرْضِ بِالشَّرْقِ وَالْغَرْبِ

وَخَرَّتْ لَهُ الْأَوْثَانُ طُرًّا وَرَعَدَتْ

قُلُوبُ مُلُوكِ الْأَرْضِ جَمْعًا مِنَ الرُّعْبِ

یعنی اس مولود کو چادر اڑھائی جس کے نور کی شعاعوں سے زمین کے مشارق و مغارب کی راہیں روشن ہو گئیں۔ اور اس کی حرارت سے تمام بت گر پڑے، اور اس کے رعب و دبدبہ سے زمین کے بادشاہوں کے دل دہل گئے۔

یہ واقعہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شب ولادت کا ہے۔

(مدارج النبوۃ، جلد2، صفحہ 37-38)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تیری آمد تھی کہ بیتُ اللہ مُجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بُت تھر تھرا کر گر گیا

المختصر ﷺ حضور کا یہ رعب ودبدبہ اور ہیبت وجلال افراد کی کثرت اور اسلحہ کی فراوانی کی وجہ سے نہ تھا بلکہ یہ آپ کی پیغمبرانہ خصوصیت تھی جو اسلام کی شوکت وسربلندی اور ترویج واشاعت کے لئے مفید ثابت ہوئی ی حتی کہ وعدہ الٰہی کے مطابق دین اسلام تمام ادیان باطلہ پر غالب ہو کر رہا اور اور تا قیام قیامت اسلام غالب ہی رہے گا اور ذکر مصطفی ﷺ جاری رہے گا

امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حشر تک ڈالیں گے ہم پَیدائشِ مولیٰ کی دُھوم
مِثلِ فارِس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے۔

شیخ طریقت امیر اہلسنت دامت برکاتھم العالیہ فرماتے ہیں:

خلد میں ہوگا ہمارا داخِلہ اس شان سے
یارسولَ اللہ کا نعرہ لگاتے جائیں گے

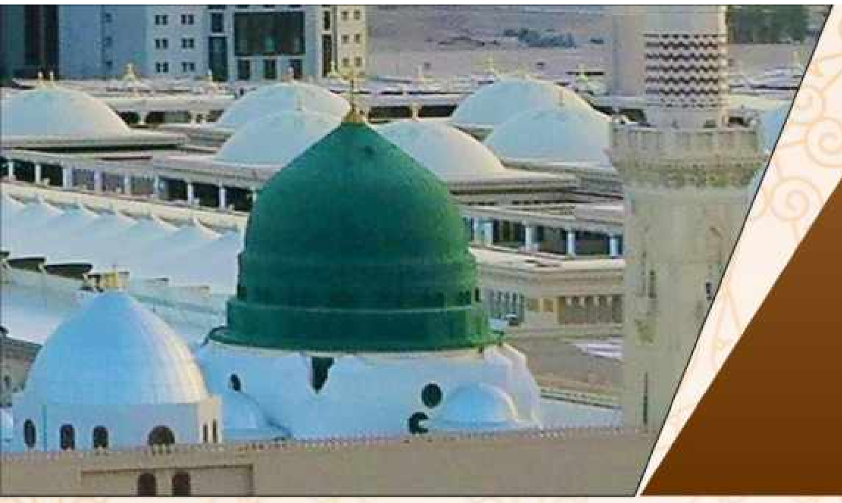
تمام عاشقان مصطفی کو 1500 سالہ جشن ولادت مصطفی ﷺ کی صد کروڑ مبارک ہو۔
اللہ کریم ہمیں عشق مصطفی کو سینے سے لگا کر سیرت مصطفی پر عمل کی توفیق وسعادت نصیب کرے۔

آمین

اہلِ مدینہ کا یومِ ولادت پر انداز:

حضرت علّامہ علی قاری رحمۃُ اللہِ علیہ نے اہلِ مکہ کی طرح اہلِ مدینہ کے میلاد منانے کا بھی ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: اللہ کریم اہلِ مدینہ کی کثرت فرمائے وہ بھی اسی طرح محافل منعقد کرتے ہیں اور اس طرح کے امور بجا لاتے ہیں۔

المورد الروی فی مولد النبوی ، ص 30



1500 سال بعد بھی پیغامِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تازگی

مولانا ابو معاویہ غلام مصطفیٰ رضا

دنیا کا منظر نامہ وقت کے ساتھ بدلتا رہا۔ صدیوں کے موسم آتے رہے، جاتے رہے۔ تہذیبوں نے جنم لیا، عروج پایا، اور تاریخ کا حصہ بن گئیں۔ انسانی ترقی نے آسمان کو چھوا، زمین کی گہرائیوں کو کھنگالا، مگر آج بھی اگر کوئی پیغام ہے جو وقت کے تھپیڑوں سے محفوظ، دلوں کو روشن کرنے والا، روح کو زندگی دینے والا ہے تو وہ ہے پیغامِ محمد عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔ یہ پیغام کسی مخصوص خطے، قوم، زبان یا زمانے کا محتاج نہیں، بلکہ یہ پیغام ہمہ گیر، ہمہ وقتی، اور ہمہ جہتی ہے، یعنی پوری انسانیت کے لیے ہدایت، نور، اور اطمینان کا سرچشمہ۔ آج 1500 سال گزر چکے ہیں، مگر عیدِ میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب آتی ہے، تو دنیا کے ہر کونے میں رسولِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا چراغ پھر سے روشن ہو جاتا ہے، ہر مسلمان کا دل خوشی سے جھوم اٹھتا ہے، اور ہر عقل و دل یہ گواہی دیتا ہے کہ "یہ پیغام آج بھی تازہ ہے"!

قرآنِ کریم کی روشنی میں

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (سورۃ الانبیاء: 107) اور ہم نے تمہیں تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر ہی بھیجا۔

یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذاتِ اقدس اور آپ کا پیغام، صرف اہلِ عرب یا زمانۂ نبوت کے لوگوں کے لیے نہیں، بلکہ قیامت تک آنے والی تمام نسلِ انسانی کے لیے سراپا رحمت ہے۔

"قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ" (سورۃ آل عمران: 31)

اے حبیب! فرما دو کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری فرمانبردار بن جاؤ، اللہ تم سے محبت فرمائے گا۔

یہ آیت ہمیں اس ابدی حقیقت سے آشنا کرتی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ ہے، اور یہی پیغام آج بھی دلوں کو گرما رہا ہے

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں

حدیثِ مبارکہ: مالک بن انس رحمہ اللہ مرسل روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

"میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، پس جب تک تم ان دونوں پر عمل کرتے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے، (یعنی) اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔" (مشکاۃ المصابیح، کتاب الإیمان، حدیث:186)

حدیثِ نبوی: رحمتِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا" اللہ تعالیٰ نے مجھے مکارمِ اخلاق اور محاسنِ افعال کی تکمیل کے لیے مبعوث فرمایا ہے۔" (المعجم الأوسط، حدیث: 6895، جلد 5، صفحہ 153)

یہ دونوں احادیث اس حقیقت پر مہر ثبت کرتی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کی تعلیمات ہر دور کی رہنمائی اور اصلاح کے لیے بے مثال اور مکمل ترین نظامِ زندگی فراہم کرتی ہیں۔

پیغامِ نبوی ﷺ: ہمہ گیر اور ہمہ وقتی

آپ ﷺ کا پیغام کسی خاص نسل، قوم یا زبان کا مرہونِ منت نہیں تھا، بلکہ یہ ایک ایسا پیغام تھا جو ہر زبان، ہر رنگ، ہر نسل، اور ہر معاشرتی طبقے کے لیے یکساں مفید اور روشن رہنما ہے۔ ہر انسان، چاہے وہ غلام ہو یا بادشاہ، مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا، سب کے لیے یکساں عدل، برابری، اور ہدایت۔

ہر عمل کے لیے واضح رہنمائی، ہر دل کے لیے تسکین، اور ہر روح کے لیے نجات کا ذریعہ۔

پیغامِ نبوی ﷺ کی تازگی کی روشن جھلکیاں

• اخلاق کی بلندی

نبی کریم ﷺ کی سیرت کا مرکزی پہلو حسنِ اخلاق ہے، جو آج کے مادہ پرست معاشرے میں مفقود ہوتا جا رہا ہے۔

• معاشرتی اصلاحات

آپ ﷺ نے خاندان، ہمسایہ، اور معاشرتی سطح پر ایسے اصول و حقوق واضح فرمائے جو آج بھی اگر اپنائے جائیں تو معاشرہ امن کا گہوارہ بن سکتا ہے۔

• معاشی عدل

زکوٰۃ، صدقات، دیانتدار تجارت، اور سود سے اجتناب جیسے مالیاتی اُصول آج کے بے رحم سرمایہ دارانہ نظام میں برکت اور انصاف کا پیغام دیتے ہیں۔

• بین الاقوامی بھائی چارہ

آپ ﷺ کا پیغام انسان کو رنگ و نسل سے بالاتر کر کے محض انسانیت کی بنیاد پر بھائی چارے اور عدل کا تصور دیتا ہے، جو صرف محمد عربی ﷺ کے پیغام میں ممکن ہے۔

1500 سال بعد: آج کا انسان اور پیغامِ نبوی ﷺ

آج کا جدید انسان ہر سہولت کے باوجود داخلی سکون، ذہنی اطمینان، اور روحانی مسرت سے محروم ہے۔ ٹیکنالوجی نے فاصلے سمیٹے مگر دل دور کر دیے۔ ذہنوں میں الجھنیں، دلوں میں وحشت، اور روحوں میں خالی پن ہے۔ ایسے میں سنتِ نبوی ﷺ وہ تریاق ہے جو دلوں کو فرحت، روحوں کو قرار، اور زندگی کو مقصد عطا کرتی ہے۔

پیغامِ محمد ﷺ کا تسلسل

یہ پیغام۔۔۔ قرآن میں محفوظ ہے، سنت میں زندہ ہے، سیرت میں واضح ہے۔ یہی وہ روشنی ہے جس سے امتِ مسلمہ ماضی میں بھی چمکی، حال میں بھی چمک سکتی ہے، اور مستقبل بھی اسی سے روشن ہو گا، ان شاء اللہ۔ محترم قارئینِ کرام 1500 سال گزر چکے مگر محمد ﷺ کا پیغام آج بھی تازہ، زندہ، اور رہنما ہے یہ پیغام محض گزرے زمانے کی یادگار نہیں، بلکہ ہر دور کی ضرورت، ہر دل کی پکار ہے۔

1500 واں جشنِ ولادت

آیئے پیغامِ مصطفےٰ ﷺ کی تازگی اور عظمت کو اپنے دلوں میں اُتارتے ہوئے اس سال ایک تاریخی اور ایمان افروز موقع کا استقبال کریں وہ موقع جس کا انتظار صدیوں سے ہو رہا تھا...جی ہاں! اس سال ہم منانے جا رہے ہیں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کا 1500 واں جشنِ ولادت۔ پیارے اسلامی بھائیو! ربیع الاوّل شریف وہ مہینہ ہے جو عظمتوں، برکتوں اور سعادتوں سے لبریز ہے۔ اسی مبارک مہینے میں ہمارے آقا و مولا، رحمتوں والے، عظمتوں والے، شانوں والے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔ الحمدللہ! عاشقانِ رسول کا بچہ بچہ اس مہینے سے محبت کرتا ہے، اور ہو بھی کیوں نہ...

ربیع پاک تجھ پر اہلِ سنت کیوں نہ قرباں ہوں کہ تیری بارہویں تاریخ وہ جانِ قمر آیا

یہ سال تو مزید خصوصی ہے، کیونکہ اس بار میلاد النبی ﷺ کا یہ مبارک جشن اپنے ڈیڑھ ہزار سال مکمل کر رہا ہے۔ یہ محض ایک یادگار نہیں بلکہ تاریخ کا ایک ایمان افروز باب ہے، جو ہمیں سیرتِ مصطفےٰ ﷺ کو اپنی زندگی میں نافذ کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

مرحبا! سرکار کی آمد! مرحبا!

مرحبا! دلدار کی آمد! مرحبا!

مرحبا! مکی کی آمد! مرحبا!

مرحبا! مدنی کی آمد! مرحبا!

مرحبا! یا مصطفےٰ! مرحبا! یا مصطفےٰ!

آیئے اس موقع کو صرف خوشی کا دن نہیں بلکہ عملی تبدیلی کا آغاز بنائیں:

اپنے گھروں پر خوب چراغاں کیجیے۔ گاڑیوں اور چھتوں پر مَدَنی پرچم لگائیے۔ بچوں کو میلاد النبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اہمیت اور سیرتِ پاک سے روشناس کروائیے۔ محافلِ میلاد، اجتماعِ صُبحِ بہاراں اور جلوسِ میلاد میں بھرپور شرکت کی نیت ابھی سے کر لیجیے۔

اس خوشی میں غریبوں، یتیموں اور ضرورت مندوں کو شامل کیجیے۔ یاد رکھیے! جشن صرف روشنیوں اور جھنڈیوں کا نام نہیں، بلکہ اپنے دل و دماغ کو سنتِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے منور کرنے کا نام ہے۔ اللہ پاک ہمیں اپنے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ولادت کی خوشی میں شرعی و سنت کے مطابق شرکت کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمیں اس پیغام کی روشنی میں جینے، مرنے اور اسی پر قائم رہنے والا بنائے۔ آمین بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم۔

دھوم ہے عطاؔر ہر سو شاہ کے میلاد کی

جھوم کر تم بھی پکارو: مرحبا یا مصطفیٰ!

اللہ ہمیں اس پیغام کی روشنی میں جینے، مرنے، اور اسی پر زندہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا رب العالمین۔

نویں صدی ہجری کے بزرگ حضرت سیّدنا امام جلالُ الدّین سیوطی شافعی رحمۃُ اللہِ علیہ اپنے رسالے "حُسْنُ الْمَقْصَدِ فِی عَمَلِ الْمَوْلِد" میں تحریر فرماتے ہیں: رسولِ معظّم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا میلاد منانا جو کہ اصل میں لوگوں کے جمع ہو کر بہ قدر سہولت قراٰن خوانی کرنے اور ان روایات کا تذکرہ کرنے کا نام ہے جو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بارے میں منقول ہیں۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادتِ مبارکہ کے وقت ظاہر ہونے والے ایمان افروز واقعات کا بیان ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد ان کی ضیافت کا اہتمام کیا جاتا ہے اور وہ کھانا کھاتے ہیں۔ مزید لکھتے ہیں: اس اہتمام کرنے والے کو حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعظیم اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے میلاد پر اظہارِ فرحت و مسرت کی بنا پر ثواب سے نوازا جاتا ہے۔

الحاوی للفتاویٰ، 1 / 221

پندرہ سو سالہ جشن میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے چند اہم تجاویز

ڈاکٹر دلاور خان نوری

اہل سنت ہزاروں جرائد ورسائل نکالتے ہیں آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جشن ولادت پر ایسے خصوصی سیرت نمبر کے اجراء کا اہتمام کریں جو مقاصد، حکمت عملی اور ضرورت واہمیت کے عکاس ہوں۔

آقا کریم ﷺ کے جشنِ ولادت پر سیرت نمبر کے اجرا کے مقاصد، حکمتِ عملی، اور ضرورت کو ہم تین الگ مگر باہم مربوط حصوں میں سمجھ سکتے ہیں:

۱۔ مقاصد (Objectives)

.1 محبت وعقیدت کا فروغ: امت کے دلوں میں نبی کریم ﷺ کی محبت اور عملی اتباع پیدا کرنا۔

.2 سیرت کا عملی نفاذ: میلاد کے موقع پر محض تقریبات نہیں بلکہ سیرت کی روشنی میں زندگی گزارنے کی ترغیب دینا۔

.3 علمی وتحقیقی ذخیرہ فراہم کرنا: جدید اور قدیم حوالہ جات کے ساتھ ایک ایسا مستقل علمی ریکارڈ تیار کرنا جو آئندہ بھی کام آئے۔

.4 نوجوان نسل تک سیرت کی ترسیل: جدید زبان، گرافکس، اور آسان انداز میں سیرت کے پیغام کو طلبہ ونوجوانوں تک پہنچانا۔

.5 امت کا اتحاد: میلاد کو ایک مثبت اور علمی پلیٹ فارم بنا کر فرقہ وارانہ کشیدگی کم کرنا۔

۲۔ حکمتِ عملی (Strategy)

.1 ادارتی ومشاورتی ٹیم کی تشکیل: علماء، محققین، نعت گو شعرا، اور ڈیزائنرز پر مشتمل ایک بورڈ۔

.2 موضوعات کا تعین اور تقسیم کار: تحقیقی مضامین، نعتیہ کلام، انٹرویوز، اور تصویری مواد کے لیے واضح فہرست بنانا۔

.3 شیڈول اور ڈیڈ لائنز: مواد کی جمع آوری، پروف ریڈنگ، ڈیزائن، اور پرنٹنگ کے لیے واضح ٹائم لائن۔

.4 تقریبات سے ربط: سیرت نمبر کے اجرا کو میلاد کی مرکزی تقریب سے جوڑنا تاکہ زیادہ سے زیادہ سامعین تک پہنچ سکے۔

.5 تشہیر وتقسیم: آف لائن (مساجد، مدارس، کالجز) اور آن لائن (سوشل میڈیا، ای میگزین) دونوں طریقوں سے وسیع تشہیر۔

۳۔ضرورت(Need)

.1میلاد کی تقریبات میں سیرت کا عملی رنگ پیدا کرنا: اکثر میلاد پروگرام محض جذباتی رہ جاتے ہیں، ایک سیرت نمبر انہیں علمی اور فکری بنیاد دیتا ہے۔

.2مستند مواد کی کمی کو پورا کرنا: مارکیٹ میں موجود مواد یا تو غیر تحقیقی ہوتا ہے یا پرانا، اس سے ہٹ کر ایک تازہ اور مستند اشاعت کی ضرورت ہے۔

.3 تحقیقی اور ادبی ذخیرہ محفوظ کرنا: علماء اور محققین کے خیالات و مقالات کو ایک ہی جلد میں محفوظ کر دینا، تاکہ آئندہ حوالہ دیا جاسکے۔

.4نئی نسل کی ذہنی و فکری رہنمائی: نوجوانوں کو سیرت کے عملی پہلوؤں سے روشناس کرانا اور انہیں موجودہ چیلنجز کا سیرت کی روشنی میں حل دینا۔

.5پیغامِ میلاد کو عالمی سطح پر پہنچانا؛ ای میگزین اور ترجمہ شدہ ورژن کے ذریعے غیر اردو دان طبقے تک بھی رسائی۔

1500 سالہ
جشن ولادت ﷺ

کے موقع پر چند گذارشات

1 محبت و عقیدت کا فروغ امت کے دلوں میں نبی کریم ﷺ کی محبت اور عملی اتباع پیدا کرنا۔

2 سیرت کا عملی نفاذ میلاد کے موقع پر محض تقریبات نہیں بلکہ سیرت کی روشنی میں زندگی گزارنے کی ترغیب دینا۔

3 علمی و تحقیقی ذخیرہ فراہم کرنا جدید اور قدیم حوالہ جات کے ساتھ ایک ایسا مستقل علمی ریکارڈ تیار کرنا جو آئندہ بھی کام آئے۔

4 نوجوان نسل تک سیرت کی ترسیل جدید زبان، گرافکس، اور آسان انداز میں سیرت کے پیغام کو طلبہ و نوجوانوں تک پہنچانا۔

5 امت کا اتحاد میلاد کو ایک مثبت اور پلیٹ فارم بنا کر فرقہ وارانہ کشید گی کم کرنا۔

ادارہ:

قندیل حق اٹک، پنجاب، پاکستان